قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لانبی بعدی ولا امۃ بعدی

(البیہقی)

ام المومنین

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ

ستمبر 2009ء

مسلسل اشاعت کے ۴۷ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۹

جلد ۱۳

رمضان المبارک

کے ضروری احکام و مسائل

غزوہ بدر

حق و باطل کا پہلا معرکہ

7 ستمبر 1974ء

یوم فتح مبین

ربوہ کانفرنس

کی مختصر روداد

www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ 9 ● جلد : ۱۳

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

بانی : مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی : خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی

زیر سرپرستی : حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگرانِ اعلیٰ : حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران : حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر : حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر : صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب : مولانا غلام رسول دینپوری

کمپوزنگ : یوسف ہارون

رابطہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ، ملتان فون : 061-4583486 14122

ناشر : عزیز احمد مطبع : شکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت : جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

برمنگھم کانفرنس کی لحہ بہ لحہ رپورٹ	حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری	3

مقالات ومضامین

رمضان المبارک کے ضروری احکام ومسائل	ادارہ	10
صدقہ فطر اور اس کے فوائد	مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری	13
غزوۂ بدر......حق و باطل کا پہلا معرکہ	حافظ سعد شیخ	15
ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	22
سیدنا امام جعفر الصادق بن محمد بن علی بن حسینؓ	شاہ معین الدین احمد ندویؒ	27
ایسے بھی ہوتے ہیں خوش نصیب	محمد متین خالد	31
فتنۂ دجال	بنت سودہ	37
یورپی سازش......فلم فتنہ آخر بلی تھیلے سے باہر آ گئی	ساجد اعوان	40
شیخ الحدیث مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کا سانحہ ارتحال	مولانا اللہ وسایا	44
حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ کا وصال	مولانا اللہ وسایا	46

ردقادیانیت

ربوہ کی آبادی، عہدوں پر قبضہ اور فوجی تنظیم کس لئے؟	حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	50
۷؍ستمبر۱۹۷۴ء......یوم فتح مبین	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	52

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

برمنگھم کانفرنس کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ!

جس طرح ہر سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام برمنگھم میں سالانہ کانفرنس ہوتی ہے، امسال بھی حسب معمول کانفرنس کے انعقاد اور تیاری کے لئے دوسری حضرات کے علاوہ راقم الحروف، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا قاری فیض اللہ چترالی، حافظ شبیر احمد سہارن پوری، قاری محمد ایوب ۳۰/ جون ۲۰۰۹ء کراچی بھی ۲۹/ جون کو لندن پہنچے، اگلے دن سے طے شدہ پروگراموں میں بعد نماز مغرب جامع مسجد کنگسٹن میں سعید احمد جلال پوری کا ختم نبوت اور باغیان رسالت پر بیان ہوا، جس میں نمازیوں نے ذوق وشوق سے شرکت کی اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ یہاں کے مسلمان ۱۲/ جولائی کی کانفرنس میں شریک ہوں گے۔ اسی طرح مفتی خالد محمود صاحب کا جامع مسجد اپسم میں بعد نماز مغرب تفصیلی بیان ہوا۔

یکم جولائی ۲۰۰۹ء تقریباً پونے آٹھ بجے آکسفورڈ پہنچے، جہاں عصر کی نماز کے بعد مولانا عطاء اللہ صاحب امام جامع مسجد مدینہ آکسفورڈ مولانا محمد نجم صاحب اور جناب بلال قادری نے استقبال کیا اور پرتکلف کھانے پینے اور چائے کا انتظام کیا، مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد مدینہ میں مفتی خالد صاحب کا اور جامع مسجد بنگالی برادران میں سعید احمد جلال پوری کا بیان ہوا۔

۲/ جولائی جمعہ کورات سلاؤ کا پروگرام تھا، سب سے پہلے مولانا تراب مدینہ کے مرکز جانا ہوا وہاں عصر کی نماز ادا کی۔ مولانا امین الحق باغ آزاد کشمیر کی جماعت آئی ہوئی تھی، ان سے ملاقات ہوئی، ختم نبوت کی بات، لٹریچر دیا، متعلقہ حضرات سے اس موضوع پر بات ہوئی اور وہاں سے اجازت لے کر جامع مسجد سلاؤ چلے گئے وہاں کے امام صاحب، حافظ عبدالجبار سے بات ہوئی تھی کہ آپ یہاں بیان کے لئے آجائیں مگر افسوس کہ وہ گاڑی کی خرابی کی وجہ سے نہ پہنچ سکے تو مسجد کے صدر صاحب سے رابطہ کر کے نماز مغرب کے متصل بعد مختصر سا بیان ہوا، لٹریچر تقسیم کیا، امام صاحب کو آئینہ قادیانیت دی گئی اور مقامی حضرات سے کانفرنس پر آنے، بس لانے اور اہتمام سے شرکت کی درخواست کر کے واپس لندن کو روانہ ہو گئے اور رات ساڑھے گیارہ بجے ومبلڈن پہنچ گئے، اس دن شام کو مولانا مفتی خالد محمود، قاری فیض اللہ چترالی اور قاری ایوب کراؤلے چلے گئے۔

۳/ جولائی کا جمعہ مولانا مفتی خالد محمود صاحب نے کراؤلے میں پڑھایا جبکہ راقم الحروف نے مفتی سہیل احمد کی معیت میں ایسٹ لندن کی کلپٹن کی جامع مسجد میں جمعہ پڑھایا، وہاں پہنچے تو رفقاء نے نہایت محبت سے استقبال کیا، پونے ایک بجے بیان شروع ہوا اور ایک بیس پر بیان ختم کیا، جمعہ پڑھایا مسجد کے امام وخطیب مولانا مفتی عمر فاروق، شیخ الحدیث دارالعلوم لندن نے نہایت محبت وخندہ پیشانی سے ملاقات کی، بہت لجاجت سے ہدیہ پیش کیا اور

کہا کہ اس کا بیان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور فرمایا کہ آپ کا پرانا قاری ہوں، اور آپ سے ملنے کا ایک عرصہ سے مشتاق تھا، ازاں بعد برادران منیب الاسلام، کاشف الحق، بھائی نعمان وغیرہ سے ملاقات ہوئی، بھائی منیب الاسلام اپنے گھر لے گئے کھانا کھایا، مختلف امور پر بات چیت ہوتی رہی، دوپہر کا قیلولہ کیا، عصر کے بعد وہاں قریب کی مسجد ابوبکر میں بیان ہوا، بیان کے بعد بھائی نعمان صاحب اپنے گھر لے گئے، کچھ حضرات نے ماحضر تناول فرمایا، دعا کی اور مغرب کے لئے جامع مسجد عمر میں پہنچ گئے ماشاء اللہ گجراتی برادری کی یہ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، حضرت امام صاحب، مولانا محمد سعید صاحب نے نماز کے بعد بیان کا اعلان کیا اور خود بھی بیٹھے رہے تقریباً نصف گھنٹہ بیان ہوا، اپنی نئی نسلوں کی حفاظت اور ان کے دین و ایمان کے تحفظ اور تہذیب و کلچر کی حفاظت اور فتنہ قادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت پر بات چیت ہوئی، دعا پر اجتماع کا اختتام ہوا تو جناب بھائی نعمان صاحب اپنے ہوٹل چکوال کبابش پر دعا کے لئے لے گئے، وہاں کچھ دیر بیٹھے، انہوں نے کھانے پینے کا بہت اچھا انتظام کیا اور خوب اکرام کیا، مگر افسوس کہ ہم نے ان کی توقعات کے برخلاف کام و دھن کا خاطر خواہ مظاہرہ نہ کیا۔

دوسری جانب جمعرات کو ہی مولانا مفتی خالد محمود زید مجدہ، مولانا قاری فیض اللہ چترالی، جناب قاری محمد ایوب صاحب کو جناب قاری محمد ہاشم صاحب کراؤلے لے گئے، اور وہاں جامع مسجد کراؤلے میں مفتی خالد محمود کا بیان ہوا اور حضرت امام صاحب، مولانا قاری عبدالرشید رحمانی اور دوسرے مقامی حضرات نے حضرت مفتی صاحب اور ان کے رفقاء کا تعارف کرایا، مختلف حضرات سے ملاقاتیں بھی ہوئیں اور ۱۲/ جولائی کی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے وہاں سے کوچ کا انتظام کرنے اور انفرادی طور پر جانے سے متعلق بات چیت ہوئی ہفتہ کی رات تقریباً ایک بجے ہم سب اپنے مسکن مولانا مفتی سہیل احمد جلال پوری کے گھر ومبلڈن پہنچ گئے، ہفتہ کی فجر کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ تقریباً نو بجے اٹھ کر نہا دھو کر ناشتہ کیا اور لندن سے ستر میل دور ساؤتھ ہمپٹن کے پروگرام کے لئے روانہ ہو گئے اور تقریباً تین گھنٹے بعد ڈیڑھ بجے ساؤتھ ہمپٹن پہنچ گئے ظہر کی نماز پڑھی اور وہاں حسب پروگرام کانفرنس میں سب سے پہلے مولانا مفتی سہیل احمد صاحب کا انگلش میں، اس کے بعد مولانا مفتی خالد محمود صاحب کا اردو میں اور آخر میں راقم الحروف کا بیان ہوا اور راقم کی دعا پر اجتماع کا اختتام ہوا، جناب قاری نور الحق صاحب اور جناب چوہدری محمد اکرم صاحب اور امام صاحب نے بھرپور اکرام کیا، ماحضر تناول کیا گھنٹہ بھر آرام کر کے اگلی منزل کارڈف کے لئے ہمارا قافلہ روانہ ہو گیا، چنانچہ غروب آفتاب سے کچھ دیر قبل کارڈف پہنچ گئے، وہاں جناب مفتی محمد طارق زمان، مفتی لطیف الرحمٰن اور دوسرے متعدد علماء کرام نے استقبال کیا نماز عصر ادا کی اور مغرب کے بعد احباب سے ملاقات کی مختلف امور پر مختصر سی بات چیت رہی عشاء کے بعد آرام کیا، دوسرے دن جامع مسجد عثمان غنی میں جناب مولانا مفتی محمد طارق زمان صاحب نے کارڈف کے علماء کا اجتماع رکھا ہوا تھا، چنانچہ مسجد میں بعد نماز ظہر مقامی علماء سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، تردید قادیانیت کی ضرورت اور نئی نسل کے دین و ایمان کی حفاظت اور علماء کی ذمہ داریوں سے متعلق تفصیل سے بات چیت ہوئی۔ سب سے قبل مولانا مفتی خالد محمود زید مجدہ نے اور بعد میں راقم نے

حضرات علماء کرام کو خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کی اپیل پر مشتمل مکتوب کی طرف توجہ دلائی کہ اگر تمام علماء اور خطباء مہینہ بھر میں ایک جمعہ اس کے لئے مختص کردیں تو کم از کم نئی نسل قادیانی پروپیگنڈا سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ علماء کے ساتھ بات چیت کے بعد مفتی طارق صاحب نے تمام حضرات کے لئے ماحضر کا انتظام فرما رکھا تھا، مہمانانِ گرامی کو ماحضر پیش کیا گیا۔ اکرام کے بعد مہمانانِ گرامی رخصت ہوگئے تو ہم رفقاء اپنے مستقر پر آگئے، اسی دن عصر کے بعد جامع مسجد ابوبکر میں راقم کا بیان طے تھا، چنانچہ چند سال قبل نئی جگہ پر تعمیر ہونے والی نہایت خوبصورت اور کارڈف کی مساجد میں سے تقریباً سب سے بڑی مسجد میں حاضری دی، اس کے ائمہ اور خطبا میں سے مولانا مفتی سیّد محمد بلال شاہ اور مولانا مفتی حسین احمد نے جدید مسجد کے مختلف شعبے دکھائے، اس کی میٹنگ ہال میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کیا، اذان ہوئی، نماز ادا کی، حسب اعلان اصلاحی بیان کیا، بیان کے بعد مقامی احباب سے ملاقات اور مصافحہ ہوا تو معلوم ہوا کہ حاضرین میں حضرت مولانا قاری عبدالرزاق رحیمی صاحب بھی اپنے چاروں صاحبزادگان سمیت موجود تھے، آپ سوانمزی سے محض ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے، بلامبالغہ یہ ان کی محبت و الفت کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ وہ صرف ملاقات کے لئے اس قدر دور دراز کا سفر فرما کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

مولانا رحیمی صاحب بنیادی طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہ چکے ہیں، آپ فراغت کے بعد تربیتی کورس فرما کر دو سال تک مجلس کے مبلغ رہے، مگر پھر انہوں نے حرمین کا قصد کیا تو تقریباً بیس سال تک مکہ مکرمہ میں قیام پذیر رہے، اب گزشتہ چھ سات سال سے وہ اپنے اکابر کے حکم پر برطانیہ آگئے ہیں اور سوانمزی میں قیام پذیر ہیں۔ جب مولانا مفتی محمد طارق زمان نے بتلایا کہ مولانا رحیمی صاحب کی والدہ ماجدہ کا گزشتہ دنوں انتقال ہوگیا ہے تو آپ سے تعزیت اور مرحومہ کے لئے مسجد میں دعائے مغفرت بھی کی گئی۔ بیان و ملاقات سے فارغ ہوکر مسجد کے ساتھ ملحقہ مہمان خانہ میں کچھ دیر نشست رہی، چائے وغیرہ پی اور کچھ دیر مسائل حاضرہ پر تبادلہ خیال رہا، عشاء کی نماز کے بعد مفتی طارق صاحب کے گھر پر آرام کے لئے حاضر ہوگئے، اگلے دن صبح ناشتہ کرنے کے بعد روانہ ہوکر ظہر کی نماز میں گلاسٹر کی جامع مسجد نور میں پہنچے، وہاں باجماعت نماز پڑھی، وہاں مختصر سا اعلان نما بیان کیا اور گلاسٹر کی مضافاتی بستی چٹن ہین کے جناب سیّد محمد امین شاہ صاحب کے گھر چلے گئے جناب سیّد امین صاحب آج کل ریٹائرڈ زندگی گزار رہے ہیں، وہ ماشاءاللہ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور باشرع مسلمان ہیں، ان کی خواہش تھی کہ ہم کچھ دن ان کے مکان میں قیام کریں مگر ختم نبوت کے پروگراموں کی مصروفیت کے باعث ان سے اجازت لے کر ہم اپنی اگلی منزل لنکاسٹر کے لئے روانہ ہوگئے، چنانچہ ایک گھنٹہ کی مسافت طے کرکے ہم نماز عصر سے قبل لنکاسٹر پہنچ گئے، وہاں وضو وغیرہ کرکے نوافل ادا کیں، کچھ تلاوت کی تو اذان عصر ہوگی، امام صاحب حضرت مولانا محمد سلمان صاحب سے ملاقات ہوئی بہت ہی احترام واکرام کا معاملہ فرمایا، نماز کے بعد انہوں نے تمام حاضرین سے فرمایا کہ تمام حاضرین تشریف رکھیں اور ختم نبوت سے متعلق اہم بیان ہوگا، رفقا نے بتلایا کہ مولانا مفتی محمد سلمان صاحب

پورے بیان میں برچشم تر رہے، بیان کے بعد ہم نے اجازت چاہی تو انہوں نے باصرار تقاضا کیا کہ کھانا کھا کر جائیں، چنانچہ وہ مغرب سے قبل گھر لے گئے، ماحضر پیش کیا اور کہا کہ مغرب کی نماز یہاں پڑھ لیں اور بنگالی بھائیوں کی مسجد میں ختم نبوت سے متعلق اعلان اور بیان کرتے ہوئے تشریف لے جائیں، چنانچہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد مولانا موصوف بنفس نفیس ہمارے ہمراہ بنگالی مسجد تشریف لے گئے، مسجد کے امام صاحب سے تعارف کرایا اور ختم نبوت کانفرنس کے سلسلہ میں بیان اور اعلان کی طرف توجہ دلائی، اللہ جزائے خیر دے حضرت امام صاحب کو کہ انہوں نے ہمارے رفیق سفر حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب سے امامت کی درخواست کی جو انہوں نے قبول فرمائی۔

نماز مغرب کے بعد حسب پروگرام مولانا مفتی سہیل احمد جلال پوری نے نہایت موثر انداز میں انگریزی زبان میں بیان فرمایا اور مسلم عوام کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی، مسجد میں لٹریچر اور کانفرنس کا اشتہار دے کر واپس لندن کے لئے روانہ ہوگئے، چنانچہ تقریباً رات ایک بجے مفتی سہیل احمد صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ اگلے دن ہماری اگلی منزل نوٹنگھم تھی، چنانچہ تقریباً چار گھنٹے کی مسافت کے بعد عصر سے قبل جناب بھائی محمود احمد حیدر آبادی کے گھر پہنچے، وہاں سے وہ مدینہ مسجد نوٹنگھم لے گئے، جہاں نماز کے بعد حسب اعلان حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال کا بہت ہی مختصر اور مفصل بیان ہوا، بیان کے بعد بھائی محمود صاحب کے گھر میں کھانا تھا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد راقم الحروف اور مولانا مفتی سہیل احمد صاحب ڈربی کے لئے روانہ ہوگئے اور مفتی خالد محمود صاحب اور قاری محمد ایوب صاحب کو نوٹنگھم کی جامع مسجد بلال میں بعد نماز مغرب اعلان و بیان کے لئے چھوڑ گئے۔ حسب معمول ہم نے ڈربی پہنچ کر ڈربی کی مسجد و اسلامک سینٹر اشاعت الاسلام میں مغرب کا بیان کیا تو تمام حاضرین نے جم کر بیان سنا، بیان سے فارغ ہونے کے بعد امام صاحب اکرام کے لئے اپنے گھر لے گئے، ہم ابھی وہاں تھے کہ حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب اور جناب قاری محمد ایوب صاحب کو لے کر جناب محمود بھائی تشریف لے آئے، چنانچہ عشاء سے قبل ہی ہمارا قافلہ ڈیوزبری کے لئے روانہ ہوا اور رات تقریباً بارہ ایک بجے جناب الحاج نعمان مصطفیٰ کے مکان پر پہنچ گئے نماز پڑھی اور سو گئے، صبح حافظ غلام مصطفیٰ صاحب اور جناب حافظ شبیر احمد صاحب تشریف لائے اور ان سے ملاقات ہوئی اور ناشتہ سے فارغ ہو کر حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن مدیر جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی کی رحلت پر ان کے بھائی جناب الحاج محمد الرحمٰن صاحب، ان کے برادرزادگان جناب الحاج محمد انور، محمد ازہر، مولانا قاری محمد اسماعیل رشید، جناب مولانا مفتی عبدالقادر سے تعزیت کرنے کے لئے شیفیلڈ کے لئے روانہ ہوگئے، وہاں موجود حضرات سے تعزیت کی اور وہاں سے ہڈرسفیلڈ میں مولانا عزیز الرحمٰن کی والدہ ماجدہ کی رحلت پر ان سے تعزیت کی غرض سے حاضری ہوئی، اسی طرح ہڈرسفیلڈ میں مقیم مولانا محمد اکرم اوکاڑوی صاحب کے والد ماجد جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی رحلت پر ان سے تعزیت کی غرض سے ان کے گھر میں فون کیا تو پتہ چلا کہ وہ گھر پر موجود نہ تھے، تقریباً ساڑھے چار بجے واپس ڈیوزبری بھائی نعمان صاحب کے

گھر پر کھانا کھایا، کسی قدر آرام کیا اور عصر کی نماز کے بعد حسب اعلان جامع مسجد زکریا میں راقم الحروف کا بیان ہوا، ماشاء اللہ اس مسجد کے منتظم و مدیر اور خطیب حضرت مولانا محمد یعقوب قاسمی صاحب کی صدارت میں تقریباً ایک گھنٹہ تک بیان جاری رہا، بیان کے بعد حضرت مولانا سے نجی اور مقامی معاملات و حالات پر مفید گفتگو ہوئی، بعد نماز عشاء کھانا کھایا اسی دوران مولانا مفتی خورشید احمد اور مولانا مفتی مرغوب صاحب برائے ملاقات تشریف لائے تقریباً رات ڈیڑھ بجے تک ان حضرات سے مختلف علمی موضوعات پر بات چیت رہی۔

اگلے دن صبح مولانا مفتی محمد یوسف سولیجہ، مولانا عبدالرؤف، مولانا محمد ایوب سورتی وغیرہ حضرات سے ملاقات ہوئی اور بعد نماز عصر مولانا مرغوب احمد کی مسجد میں کانفرنس سے متعلق مولانا مفتی سہیل احمد صاحب کا انگلش میں بیان ہوا اور مفتی مرغوب صاحب کے حکم پر وہاں موجود ترمذی شریف کے طلبا کو ایک حدیث پڑھائی مدرسہ کے لئے دعا کی اور اجازت لے کر واپس بھائی نعمان کے گھر آگئے، بھائی نعمان صاحب نے کہا کہ میری بڑی بیٹی کا یہ بخاری کا سال ہے اور دوسرے نمبر کی بیٹی کا اگلا سال بخاری کا ہے ان دونوں کی خواہش ہے کہ ہمیں تبرکاً حدیث کا سبق پڑھا دیا جائے، چنانچہ ان کی خواہش پر ان کو سبق پڑھایا اور نماز مغرب پڑھ کر ہم برمنگھم کے لئے روانہ ہوگئے۔

رات کو تقریباً ساڑھے بارہ ایک بجے کے قریب بھائی محمد رضوان کے گھر پہنچے، جناب بھائی محمد رضوان صاحب ایک صالح نوجوان ہیں اور حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے مرید اور تربیت یافتہ ہیں آج کل اپنا پرائیویٹ کاروبار اور تجارت کرتے ہیں، خیر سے وہ ختم نبوت کے ساتھ اس قدر دلی وابستگی رکھتے ہیں کہ ہر سال وہ اپنا مکان ختم نبوت کے مہمانوں کے لئے خالی کر دیتے ہیں، چنانچہ گزشتہ تین چار سال سے راقم اپنے رفقاء کے ساتھ ان کے مکان میں رہائش رکھتا ہے، اسی طرح جناب الحاج محمد معصوم صاحب، مولانا خلیل الرحمٰن، مولانا گل محمد، جناب الحاج محمد شریف صاحب، مولانا خورشید احمد وغیرہ اپنے آپ کو خدام ختم نبوت کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں، چنانچہ اس سال حسب معمول مولانا صاحبزادہ عزیز احمد اور ان کے رفقاء الحاج محمد شریف صاحب کے مکان پر تھے تو حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر اور مولانا صاحبزادہ محمد یحییٰ صاحب، مولانا خلیل الرحمٰن صاحب کے مہمان تھے تو مولانا اللہ وسایا اور مولانا مفتی محمود الحسن، مولانا خورشید احمد کی مسجد میں قیام پذیر تھے۔

حسب معمول اس سال بھی ان تمام علماء اور مہمانوں کے برمنگھم کی مختلف مساجد میں خطاب جمعہ رکھے گئے تھے، حضرت ڈاکٹر صاحب نے سینٹرل مسجد بلگیر یوروڈ، جناب مولانا مفتی سہیل احمد مسجد قبا، مولانا مفتی محمود الحسن مسجد فیض الاسلام، مولانا صاحبزادہ محمد یحییٰ لدھیانوی نقیب الاسلام مسجد، مولانا مفتی خالد محمود مسجد حمزہ، راقم الحروف مسجد صدام حسین، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد ولور جامع مسجد، مولانا اللہ وسایا نے مسجد عمر میں بیان وخطاب کیا اور نماز جمعہ کی امامت کی۔ گویا یہ جمعہ پورے برطانیہ میں یوم ختم نبوت کے طور پر منایا جاتا ہے اور دن بعد منعقد ہونے والی کانفرنس کی بھرپور تیاری پر برمنگھم کی مسلم عوام کو تیار کیا جاتا ہے۔

چونکہ حضرت ڈاکٹر صاحب اسی جمعرات کو رات گئے پہنچے تھے اور صبح جمعہ کی تیاری کی وجہ سے ان کی

خدمت میں نہیں جا سکے تھے، اس لئے تمام رفقاء حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، دعائیں لیں اور اگلے مشن کے لئے تازہ دم ہو گئے۔

اس سے اگلے روز کینیڈا سے دو مہمان ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے، جن میں ایک مولانا شفیق الرحمٰن صاحب تھے جن کا تعلق لاہور سے ہے اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے فاضل ہیں، اور ایک عرصہ سے کینیڈا کے علاقہ کیلگری میں مقیم ہیں، اسی طرح دوسرے عرب راہنما جناب جمال محمود تھے جو اصلاً لبنانی ہیں مگر ایک عرصہ سے کینیڈا میں مقیم ہیں، جامعہ ازہر کے فاضل ہیں بہت عمدہ قرآن پڑھتے اور بہت ہی شستہ انگلش بولتے اور عربی وانگلش میں بیان فرماتے ہیں، جناب جمال محمود کی آمد پر حضرت ڈاکٹر صاحب نے ان کو اپنے ہمراہ ٹھہرایا اور ختم نبوت اور قادیانی فتنہ سے متعلق بہت ہی تفصیل سے سمجھایا، بعد میں حضرت ڈاکٹر صاحب نے بتلایا کہ ان کے یہاں آنے کا سبب یہ بنا کہ چونکہ قادیانی کینیڈا میں اپنی مادر مہرباں کے سایہ عاطفت میں پروان چڑھ رہے ہیں، اس لئے انہوں نے اپنا ایک نیا مرکز بنایا جس کے افتتاح پر ملکہ برطانیہ نے جانا تھا، اس موقع پر قادیانی جمال محمود کے پاس بھی گئے کہ ہماری تقریب میں آپ بھی آئیں چونکہ جمال محمود کو اس سلسلہ میں معلوم نہ تھا کہ یہ کون لوگ ہیں، اس لئے انہوں نے حامی بھر لی مگر شرط یہ رکھی کہ میرے خطاب کا موضوع ختم نبوت ہوگا، قادیانی اس پر راضی ہو گئے، اسی اثنا میں جمال محمود برازیل چلے گئے تو انہوں نے جمال محمود کی تصویر کے ساتھ بڑے بڑے اشتہارات شائع کئے اور اپنی جانب سے کوئی دوسرا موضوع متعین کر کے اعلان کیا کہ وہ اس موضوع پر خطاب کریں گے، شیخ جمال محمود کو ان کے احباب نے برازیل میں فون کر کے بتلایا کہ قادیانیوں نے یہ شرارت کی ہے، اس پر انہوں نے وہیں سے فون پر کہہ دیا کہ ان سے کہہ دو کہ میں تمہاری کانفرنس میں نہیں آؤں گا۔

چونکہ ہمیشہ سے معمول ہے کہ کانفرنس سے ایک روز قبل جامع مسجد حمزہ میں ایک استقبالی جلسہ ہوتا ہے اور مسجد حمزہ کے حضرات باہر سے آنے والے اپنے معزز مہمانوں کو استقبالیہ دیتے ہیں، اس لئے ہفتہ کے دن عصر سے مغرب تک تمام معزز مہمان حضرات کا وہاں اجتماع ہوتا ہے اور حسب مشورہ کسی کا بیان رکھ دیا جاتا ہے، اس سال حضرت مولانا مفتی خالد محمود نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال کا بیان اور حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعا تھی، چونکہ وقت زیادہ تھا، اس لئے ایک گھنٹہ حضرت مفتی خالد محمود صاحب نے اور آدھا گھنٹہ راقم الحروف نے بیان کیا، جب دعا کے لئے حضرت ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی گئی تو آپ نے فرمایا میں شیخ جمال محمود کے ساتھ مصروف ہوں اس لئے دعا بھی کرا کر پروگرام کو ختم کر دیا جائے۔

فراغت کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب نے راقم سے سرگوشی کے انداز میں فرمایا کہ چونکہ شیخ کو قادیانی بدنام کر چکے ہیں، اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان کی سرپرستی کریں میں نے عرض کیا: ضرور! چنانچہ شیخ جمال محمود، حضرت ڈاکٹر صاحب، برادرم مولانا صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ سے بہت ہی بے تکلف ہو گئے اگلے دن کانفرنس تھی۔ چنانچہ صبح نو ساڑھے نو بجے راقم الحروف سینٹرل جامع مسجد بیلگریو روڈ پہنچ گیا، وہاں نوافل ادا کئے، کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا کی تھوڑی دیر بعد جناب مولانا قاری قمر الزمان صاحب نے اپنی خوبصورت آواز سے تلاوت

فرما کر کانفرنس کی ابتداء کی، حسب معمول اس سال بھی کانفرنس صبح نو بجے سے شروع ہو کر شام چھ بجے تک رہی۔ کانفرنس کی دو نشستیں تھیں پہلی نشست نو بجے سے ڈیڑھ بجے تک رہی اور ڈیڑھ بجے اذان ہوگئی پونے دو بجے نماز ظہر اور دو بجے سے دوسری نشست کا آغاز ہوا، اس سال بھی حسب معمول مسجد حمزہ کے نمازیوں اور کارکنانِ نے مہمان حضرات کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔

پہلی نشست میں سب سے پہلا بیان جناب مولانا حافظ نگین صاحب امیر یورپ کا ہوا تو دوسرا مولانا مفتی محمود الحسن مبلغ ختم نبوت لندن کا ہوا، اسی طرح حافظ امتیاز اور مولانا شفیق الرحمٰن صاحب کے انگلش میں بیان ہوئے جبکہ راقم الحروف، مولانا فضل الرحمٰن درخواستی اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کے اردو میں تفصیلی بیانات ہوئے اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی دعا پر پہلی نشست کا اختتام ہوا، نماز ظہر کے بعد دوسری نشست تلاوت اور نعت سے شروع ہوئی جس سے مولانا قاری محمد اسماعیل رشیدی، مولانا نورالاسلام بنگالی، اردو مولانا فضل داد انگلش، شیخ جمال محمود انگلش، مولانا محمد ابراہیم بریڈفورڈ اردو، مولانا مفتی خالد محمود اردو، مولانا صاحبزادہ محمد یحییٰ لدھیانوی سلمہ اردو، مولانا عبدالحمید وٹو اردو، جبکہ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کا تفصیلی بیان ہوا اور انہوں نے مسئلہ قادیانیت کو جس خوبصورتی سے بیان فرمایا، یہ انہیں کا اختصاص تھا، آخر میں مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مختصر بیان اور دعا پر کانفرنس کا بخیر وخوبی اپنے مقررہ وقت پر اختتام ہوگیا۔ یہ کانفرنس اپنے نظم وضبط اور کثرت حاضری کے اعتبار سے برطانیہ کی سب سے بڑی کانفرنس تھی جس میں بلا مبالغہ پندرہ ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی ہوگی، چنانچہ اس اجتماع کے بعد جناب شیخ جمال محمود کلگری کینیڈا نے حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر دامت برکاتہم کے سامنے حاضرین کی کثرت پر خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا بلا مبالغہ دس سے پندرہ ہزار سے زائد لوگ ہوں گے۔ اس پر حضرت ڈاکٹر صاحب نے فرمایا یہ کانفرنس کثرت اجتماع اور حاضری کے اعتبار سے برطانیہ کے تبلیغی اجتماع کے بعد سب سے بڑے اجتماع پر مشتمل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرات اکابر کی محنت وجدوجہد کو قبول فرمائے اور اس سعی وکوشش کو فتنہ قادیانیت کے استیصال اور مسلمانوں اور ان کی نئی نسل کے دین وایمان کی حفاظت کا ذریعہ بنائے۔ اس کانفرنس کی تیاری کے لئے ۶/ جون سے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، اسی طرح ۱۲/ جون سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا اور ۲۵/ جون سے مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی صاحب نے تشریف لا کر برطانیہ بھر کے ایک ایک شہر اور ایک ایک بستی اور گاؤں کی مساجد اور مدارس کا چکر لگایا اور ایک ایک مسلمان کو مسئلہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی کی طرف متوجہ فرمایا۔ چنانچہ برنلے، باٹلی، ڈیوزبری، ہڈرسفیلڈ، بلیک برن، بریڈفورڈ، شیفیلڈ، سوانزی کارڈف، گلاسٹر، ڈنکاسٹر، لنکاشائر، ویکفیلڈ، لیڈز، ڈنڈی، ساؤتھ ہمپٹن، ویسٹ ہمپٹن، نوٹنگھم، لیسٹر، ڈربی، رگبی، آکسفورڈ اور گلاسکو تک ایک ایک شہر کو چھان کر دس جولائی کو برمنگھم پہنچے تھے، جن کی یہ برکت ہوتی ہے کہ سینٹرل مسجد بلگریو روڈ اپنی وسعت کے باوجود کوتاہ دامنی پر نوحہ کناں تھی۔

رمضان المبارک کے ضروری احکام ومسائل!

ادارہ!

عظمت رمضان المبارک

رمضان المبارک نہایت پرعظمت اور بابرکت مہینہ ہے۔ اسی بابرکت مہینے میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور اس مقدس مہینے میں رحمت خداوندی مومنین کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوتی ہے۔ نفل عبادت کا ثواب فرض اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر دیا جاتا ہے۔ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس ماہ میں چار کاموں کی کثرت کرو:

۱…… لا الٰہ الا اللّٰہ کا ورد رکھنا۔ ۲…… خدائے پاک سے مغفرت طلب کرتے رہنا۔ ۳…… جنت کا سوال کرنا۔ ۴…… دوزخ سے پناہ مانگنا۔ نیز آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اس ماہ کا اول حصہ رحمت ہے۔ دوسرا حصہ مغفرت ہے اور تیسرا حصہ دوزخ سے آزادی کا ہے۔

رویت ہلال

۲۹ رشعبان المعظم کو چاند دیکھنا ضروری ہے۔ اگر نظر نہ آئے تو ۳۰ رکا عدد پورا کر کے روزہ رکھا جائے۔ چاند کے بارے میں ماہرین فلکیات اور سائنس دانوں کا حساب شرعاً معتبر نہیں۔ دوربین اور خوردبین سے چاند دیکھنا شرعاً معتبر ہے۔ مطلع بالکل صاف ہو تو ریڈیو وغیرہ کا اعلان معتبر نہیں۔ مطلع صاف نہ ہو تو ریڈیو اور اخبارات وغیرہ کا وہ اعلان معتبر ہوگا جو شرعی ضابطہ کے مطابق معتبر رویت ہلال کمیٹی کی طرف سے ہو۔ یوم الشک یعنی ۳۰ رشعبان کو اس خیال سے کہ ہوسکتا ہے رمضان المبارک شروع ہوگیا ہو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

روزہ

صبح صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔ روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ حیض ونفاس کی مدت میں عورت کا روزہ رکھنا درست نہیں۔ مگر بعد میں قضا لازم ہے۔

روزہ کی نیت

رمضان المبارک کے ہر روزہ کے لئے الگ نیت کرنا ضروری ہے۔ روزہ کی نیت رات سے کر لینا بہتر ہے۔ زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک رمضان کے روزہ کی نیت کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ نیت کے لئے زبان سے کہنا ضروری نہیں۔ محض دل کا ارادہ کافی ہے۔ حتیٰ کہ سحری کھانا بھی نیت ہے۔ تاہم وبصوم غد نویت من شہر رمضان! کہہ لینا بہتر ہے۔

سحری

صبح صادق سے پہلے پہلے سحری کھانا مسنون اور بابرکت وثواب ہے۔نصف شب کے بعد جس وقت بھی کھائیں سحری کی سنت ادا ہو جائے گی۔لیکن بالکل اخیر شب میں کھانا افضل ہے۔

افطار

سورج کے غروب ہونے کا یقین ہو جانے کے بعد افطار میں دیر کرنا مکروہ ہے۔ابر وغیرہ کی وجہ سے اشتباہ ہو تو دو چار منٹ انتظار کر لینا بہتر ہے۔کھجور اور خورما سے افطار کرنا افضل ہے۔افطار کے وقت یہ دعا مسنون ہے:

اللھم لک صمت وبک آمنت وعلیک توکلت وعلیٰ رزقک افطرت !افطار کے بعد یہ دعا پڑھے:ذھب الظما وابتلت العروق وثبت الاجر انشاء اللّٰہ تعالیٰ!

وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

مسواک کرنا،سرمہ لگانا،آنکھ میں دوا ڈالنا،خوشبو سونگھنا،گرمی یا پیاس کی وجہ سے غسل کرنا،بھول کر کھانا پینا اور جماع کرنا،انجکشن یعنی ٹیکہ لگوانا،گلوکوز چڑھوانا،بلا اختیار حلق میں گرد وغبار یا مکھی وغیرہ کا چلا جانا،کان میں پانی چلا جانا،خود بخود قے آجانا،سوتے ہوئے احتلام ہو جانا،بلغم نگلنا،کان کا میل نکالنا،آنسو یا چہرہ کا پسینہ بلا اختیار حلق میں چلا جانا،دانت سے خون نکلنا بشرطیکہ پیٹ میں نہ جائے،حالت جنابت میں سحری کھائی اور صبح صادق کے بعد غسل کیا۔ان امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی مکروہ ہوتا ہے۔

وہ چیزیں جن سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے

بلا ضرورت کسی چیز کا چبانا،نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا،منہ میں تھوک جمع کر کے نگلنا،ٹوتھ پیسٹ کوئلہ یا منجن وغیرہ سے دانت صاف کرنا،تمام دن جنابت میں بغیر غسل کئے رہنا،بیوی سے دل لگی کرنا جبکہ جماع یا انزال کا خوف ہو،عورت کا ہونٹوں پر اس طرح سرخی لگانا کہ پیٹ میں جانے کا اندیشہ ہو،روزے کی حالت میں ہر گناہ کا کام خواہ قولی یا فعلی مکروہ ہے۔لہٰذا ہر اس چیز سے بچنا چاہئے جو شرعاً ممنوع ہے۔مثال کے طور پر جھوٹ بولنا،غیبت،ظلم وغیرہ۔ہر ایسا کام جس سے اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑ دینا پڑ جائے جیسے خون نکل جانا،پچھنے لگوانا وغیرہ۔ یہ تمام امور روزہ میں مکروہ ہیں۔

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا اور صرف قضا واجب ہوتی ہے

کان اور ناک میں دوا ڈالنا،قصداً منہ بھر کے قے کرنا،کلی کرتے ہوئے یا ناک میں پانی ڈالتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا،پتھر کی کنکری یا بے فائدہ مٹی وغیرہ کا کھالینا،حقہ اور بیڑی پینا،اگربتی یا لوبان وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا،جماع کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے انزال ہو جانا،تھوک منہ سے نکال کر چاٹ لینا،رات کے شبہ میں صبح صادق کے بعد کھا پی لینا،غروب آفتاب سے قبل غلطی سے افطار کر لینا،بھول کر کھا پی لیا پھر یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھا پی لینا۔ان تمام چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے۔کفارہ لازم نہیں آتا۔اسی طرح غلطی سے روزہ توڑ دینے یا دھمکی یا دباؤ میں آکر روزہ فاسد کر دینے سے بھی صرف قضا واجب ہوتی ہے۔کفارہ نہیں۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونے کی صورت

رمضان المبارک میں اگر کوئی شخص روزہ یاد ہونے کی حالت میں قصداً بلا کسی اشتباہ کے کوئی دل پسند غذا یا نفع بخش دوا کھا پی کر یا جماع کر کے روزہ توڑ دے تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔اس زمانہ میں کفارہ کی صورت یہ ہے کہ ایک روزہ کے بدلے مسلسل ساٹھ دن روزہ رکھے۔ بیچ میں ناغہ نہ ہو۔ ورنہ پھر شروع سے رکھنے ہوں گے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ (غلام یا باندی آزاد کرنے کی صورت آج کل نہیں پائی جاتی)

تراویح

پورے رمضان المبارک مرد عورت ہر ایک پر روزانہ بعد نماز عشاء بیس رکعت تراویح دس سلاموں کے ساتھ سنت موکدہ ہے۔ مسجد میں باجماعت تراویح کی ادائیگی سنت کفایہ ہے۔ تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا سنت ہے۔ تراویح میں قرآن پاک سننے اور سنانے پر اجرت کا لین دین درست نہیں۔ جس حافظ کی داڑھی شرع کے مطابق نہ ہو تراویح میں بھی اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ تراویح میں اس قدر تیز قرآن کریم پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں جائز نہیں۔

شب قدر

ماہ رمضان میں ایک رات جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا اسے سمجھنا چاہئے کہ وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو کہ وہ ان طاق راتوں میں کوئی ایک رات ہے۔ پانچ طاق راتوں میں شب قدر کو دائرہ مخفی رکھنے میں حکمت ربانی یہ ہے کہ بندے ان راتوں میں عبادت زیادہ کریں۔ تاکہ انہیں بکثرت اجر و ثواب عطا کیا جائے۔

اعتکاف

رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں مسجد جماعت کے اندر اعتکاف کرنا سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔ جو شخص اخلاص کے ساتھ اعتکاف کرتا ہے۔ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ معتکف کا پیشاب، پاخانہ، ازالہ نجاست غسل جنابت اور وضو واجب کے لئے بقدر ضرورت مسجد سے باہر جانا درست ہے۔ معتکف باوضو ہو تو وضو علی الوضو کے لئے مسجد سے نکلنا درست نہیں۔ معتکف کی مسجد میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو دوسری مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے جانا اور اگر مسجد منہدم ہو جائے یا وہاں رہتے ہوئے جان و مال کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو دوسری مسجد میں منتقل ہونا درست ہے۔ ریاح خارج کرنے کے لئے معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا چاہئے۔ بلا عذر مسجد سے باہر نکلنے، جماع کرنے، بیوی سے دل لگی کے دوران انزال ہو جانے، جان بوجھ کر روزہ توڑ دینے، مرتد یا پاگل ہو جانے اور مسلسل کئی دن بے ہوش رہ جانے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔ خاموشی کو عبادت سمجھ کر مستقل خاموش رہنا، فضول لایعنی بکواس کرنا اور خرید و فروخت کا سامان مسجد میں لانا اعتکاف کو مکروہ کر دیتا ہے۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM

صدقہ فطر اور اس کے فوائد!

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

1...... صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال پر اسلامی سال گزر جائے۔ لیکن صدقہ فطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو عیدالفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

2...... صدقہ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔ اول یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے۔ روزے کی حالت میں جو فضول باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے۔ اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

3...... حضورﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اسی کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔ اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے اور ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اس کو ادا کرنا واجب نہیں۔ یہ صدقہ باپ پر واجب ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر عید کے دن کی صبح طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر عید سے پہلے ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ: جو بچہ عیدالفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کسی بالغ مرد یا عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے ہوں تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔ بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے۔ مثلاً چنا' چاول' آٹا' جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

مسئلہ: ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

مسئلہ: اپنی اولاد کو یا ماں باپ' نانا' نانی' دادا' دادی کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتا۔ البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی' بہن' چچا' ماموں' خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ: بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے دیتے ہیں۔ حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے۔ اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

مسئلہ: جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔ مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

قادیانیت اور بہائیت

علامہ اقبالؒ نے فرمایا کہ: بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن موخرالذکر (قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کی لئے مہلک ہے۔ اس کے ضمیر میں یہودیت کے عناصر ہیں۔ گویا کہ یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف راجع ہے۔ قادیانیوں کے لئے طرف دو ہی راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور الگ ہو جائیں یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اصل اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو۔ تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔ (فیضان اقبال)

غزوۂ بدر ...... حق و باطل کا پہلا معرکہ!

حافظ سعد شیخ

اسباب غزوۂ بدر

غزوہ بدر حق و باطل کی طاقتوں کے مابین پہلا عظیم الشان اور یادگار رہنے والا معرکہ ہے۔ اس معرکے سے غرور باطل بدر کی خاک میں مل گیا اور حق کو عروج حاصل ہوا۔ آیئے اس معرکے کے اسباب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس معرکہ کے اسباب کچھ یوں تھے۔

☆ ...... اسلام کی روز بروز ترقی اسلام دشمن عزائم کو خائف کئے ہوئے تھی۔

☆ ...... قریش مکہ اہل اسلام پر بے انتہاء مظالم ڈھا رہے تھے اور انہیں ایذا رسانی کے ذریعے ترک اسلام اور جلاوطنی پر مجبور کر رہے تھے۔ نیز جو مسلمان ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے ان کی جائیدادوں پر ناجائز قبضہ جما رہے تھے۔

☆ ...... انصاف کے قتل اور مظالم کے انتقام کے لئے مدینہ کے مسلمانوں میں ''جذبہ جہاد'' عروج پر تھا اور مسلمان کفر کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ کے لئے بے تاب تھے۔

قریش مکہ کے تجارتی قافلے مدینہ کے راستے شام جایا کرتے تھے۔ چونکہ قریش نے مسلمان مہاجرین پر ظلم کیا تھا اور جائیدادیں ضبط کی تھیں۔ لہٰذا ان کو سبق سکھانا ضروری تھا۔ اس لئے مسلمانوں نے قریش کے اکثر قافلوں پر حملے کئے اور حضور علیہ السلام بذات خود مسلمانوں کو لے کر نکلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ قافلوں پر حملہ کرتے۔ ان کا تعاقب کرتے اور مال غنیمت حاصل کرتے۔ ویسے بھی کفار جو اللہ کے دشمن ہیں۔ ان کا مال ومتاع اللہ کے دوستوں یعنی مسلمانوں کے لئے حلال ہے۔ فقہا نے لکھا ہے کہ: ''مسلمانوں کے لئے سب سے پاکیزہ ترین حلال طیب چیز مال غنیمت ہے۔ پھر جائز تجارت سے حاصل کردہ نفع خصوصاً کپڑے کی تجارت پھر زراعت پھر اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی۔'' (شامیہ کتاب الصید ج۱۰ ص۴۶)

چنانچہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ ان تجارتی قافلوں کی تاک میں رہا کرتے تھے۔ یہ سن ۲ھ کے موسم خزاں کے شروع کا واقعہ ہے کہ قریش کا ایک بہت بڑا تجارتی قافلہ ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں شام کی طرف جا رہا تھا۔ اس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے۔ جن پر تقریباً پانچ لاکھ درہم کا مال اسباب لدا ہوا تھا۔ جب یہ قافلہ شام کی طرف جا رہا تھا تو مسلمانوں نے اس کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا۔ اب مسلمان اس انتظار میں تھے کہ کب یہ قافلہ واپس آتا ہے؟

آنحضرت ﷺ کی بدر روانگی

آپ ﷺ نے کچھ اصحابؓ کو جاسوسی کے لئے آگے روانہ کیا تاکہ قافلے کی واپسی کی اطلاع حاصل ہو سکے۔

چنانچہ جب آپ ﷺ کو قریش کے قافلہ کی واپسی کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا: ''یہ قریش کا تجارتی قافلہ ہے۔ اس کا تعاقب کرو۔ عجب نہیں کہ حق تعالیٰ تم کو اس قافلہ میں سے غنیمت عطاء فرمائے۔''

۱۲رمضان المبارک کو مسلمانوں کا لشکر جو ''تین سو تیرہ'' خوش نصیبوں پر مشتمل تھا۔ مدینہ سے بدر کی سمت روانہ ہوا۔ کیونکہ بدر، مدینے اور مکے کے راستوں کا قریب ترین مقام تھا۔ جب تین سو تیرہ نفوس قدسیہ، دو گھوڑوں اور دو اونٹوں پر مشتمل یہ لشکر ''صفواء'' نامی مقام پر پہنچا تو آپ ﷺ نے احوال معلوم کرنے کے لئے ایک دستہ آگے روانہ فرمایا۔ جس نے اطلاع دی کہ قریش مکہ کی بڑی تعداد اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے مکہ سے ابوجہل کی قیادت میں نکل کھڑی ہوئی ہے۔ نیز اس جم غفیر کے پاس ساز و سامان کی کوئی کمی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے تمام صورتحال صحابہ کرامؓ کے سامنے رکھی اور مشورہ طلب کیا۔ سب سے پہلے یار باوفاء سیدنا صدیق اکبرؓ پھر سیدنا فاروق اعظمؓ استادہ ہوئے اور جانثاری ووفاداری کا اظہار فرمایا۔ پھر مقداد بن اسودؓ اٹھے اور یہ الفاظ کہے جو ملت اسلامیہ کے لئے قابل فخر سرمایہ ہیں:

''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو جو حکم خدا کی طرف سے ملا ہے بلا جھجک اس کو کر گذریئے۔ ہم دل وجان سے آپ ﷺ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم! ہرگز ہم اس طرح نہیں کہیں گے۔ جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ اور آپ کا خدا دشمن سے لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ ہم تو اس کے برعکس عرض کرتے ہیں۔ آپ اور آپ جنگ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کے دوش بدوش جنگ کریں گے۔''

بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ ''ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے چاروں طرف سے لڑیں گے۔'' حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے اس وقت دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور فرط مسرت سے چمک اٹھا۔ (بخاری شریف ج۲ص۵۶۴)

انصار کی طرف سے حضرت سعد بن معاذؓ نے تاریخی الفاظ ارشاد فرمائے: ''اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ ہم نے آپ کی اطاعت کا عہد کر رکھا ہے جو حکم ہوگا اسے بجالائیں گے۔ آپ بے تامل اپنا ارادہ پورا کریں۔ ہم دل وجان سے آپ کا ساتھ دیں گے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ اگر آپ ہم کو سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں گے تو ہم سارے سمندر میں کود پڑیں گے اور ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہ رہے گا۔''

پیغمبر اسلام ﷺ اپنے اصحابؓ کے یہ جانثارانہ جوابات سن کر مسرور ہوئے اور فرمایا: ''اللہ کے نام پر چلو، تمہیں خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ ابوجہل یا ابوسفیان کی دو جماعتوں میں کسی ایک جماعت پر ضرور فتح ونصرت عطاء کروں گا۔'' (زرقانی ج۱ص۶۱۶)

صف بندی

مسلمان چونکہ کفار سے پہلے میدان بدر میں پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ یہاں پر سالار اسلام حضرت محمد ﷺ نے بہترین عسکری اہمیت کے فیصلے کئے۔ آپ ﷺ نے مکے کی سمت سے آنے والے راستوں کو بھی نوٹ کرلیا۔ نیز اس امر کو بھی ملحوظ رکھا کہ جنگ کے دوران میں سورج کی تیز شعاعوں سے مسلمان سپاہیوں کی آنکھیں خیرہ نہ ہوسکیں۔ اس

چشمے کے قریبی ٹیلے پر یعنی لشکر کے پڑاؤ سے ذرا اونچائی پر حضرت سعد بن معاذ کے مشورے سے آپ ﷺ کے لئے عریش (چھپر) بنوایا گیا تا کہ آپ ﷺ وہاں سے میدان جنگ کو بچشم خود دیکھ سکیں۔ آج کل اس جگہ ایک مسجد ہے۔ جسے ''مسجد عریش'' کہا جاتا ہے۔

تین سو تیرہ جان نثاران اسلام ایک ہزار سپاہ سے لڑنے کے لئے تیار تھے۔ لڑائی سے قبل آنحضرت ﷺ ایک چھڑی ہاتھ میں لئے میدان میں نکل آئے اور صفوں کو درست کیا۔ لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر سالار متعین کئے۔ نیز تمام لشکر کی تین جماعتیں بنائیں اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ علم عطاء فرمائے۔ اس سے فارغ ہو کر آپ نے لشکر اسلام کو جو ہدایات دیں وہ اس طرح تھیں۔

☆ ...... صفوں کو استوار رکھا جائے۔

☆ ...... دوران جنگ اطاعت امیر کی سختی سے پابندی کی جائے۔

☆ ...... تیر صرف اس وقت چلائے جائیں جب کہ دشمن زد میں آ جائے۔

☆ ...... دشمن پیش قدمی کرے تو اس پر سنگباری کی جائے۔

☆ ...... اگر قریب تر پہنچ جائے تو اس صورت میں نیزوں اور تلواروں سے مقابلہ کیا جائے۔

سپہ سالار اسلام ﷺ نے حکم دیا کہ: ''اذا قتلتم فاحسنوا القتلة ''یعنی جب تم قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو۔ نیز ضعیفوں، کمزوروں، زخمیوں، عورتوں، بچوں اور غیر محاربین (نہ لڑنے والے) پر ہتھیار چلانے کی ممانعت کی۔ ایک آیت بھی اس وقت نازل ہوئی۔ ''واضربوا منهم كل بنان ''یعنی ان کے جوڑوں پر مارو! معلوم ہوا تاک تاک کر دشمنوں کو مارو۔

نیز آپ ﷺ نے انتہائی دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک محفوظ دستہ علیحدہ رکھا تا کہ نازک موقع پر کام آ سکے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے، سپاہیوں کو پانی پلانے اور میدان جنگ میں گرے ہوئے تیروں کو جمع کر کے مجاہدین کے حوالے کرنے کے لئے عورتوں کی جماعتیں بھی متعین فرمائیں۔

تاریخ انسانی کا یادگار معرکہ

بالآخر مدینہ سے ۸۰ میل دور مقام بدر پر ۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو وہ عظیم الشان معرکہ بپا ہوا جو صحابہؓ کی جرأت وشجاعت، بہادری و جانبازی، اللہ کی مدد اور نصرت کی مثال کے طور پر تاریخ عالم میں جانا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے دعاء فرمائی۔ ''خدایا تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کر، اگر آج تیرے یہ چند بندے مٹ گئے تو پھر قیامت تک کوئی تیرا نام لیوا نہیں رہے گا۔''

چنانچہ اس دن صحابہؓ کی مختصر سی جماعت نے جو تعداد اور ساز وسامان دونوں لحاظ سے دشمن سے کم تھی ایسی جرأت، ہمت اور استقلال سے مقابلہ کیا اور اپنے امیر جناب رسول خدا ﷺ کی ایسی اطاعت کی اور رسول خدا ﷺ نے ایسے بروقت اور برمحل ماہرانہ فیصلے فرمائے کہ جن سے جنگ کا نتیجہ حیرت انگیز طور پر مسلمانوں کے حق میں نکلا۔

اس جنگ میں ستر کافر مارے گئے۔ستر گرفتار ہوئے اور چودہ مسلمان مقام شہادت سے سرفراز ہوئے۔خدا نے اپنے نبی برحق ﷺ کی دعاء قبول کر لی اور کفار کو ذلیل وخوار کر دیا۔

مشاہدہ بدر

ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم نے معرکہ بدر کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔ذرا ملاحظہ فرمائیے:

نہتے تین سو تیرہ بشر ذوق شہادت میں
خدا کے نام پر نکلے محمدؐ کی قیادت میں
نہ کثرت تھی نہ شوکت تھی، نہ کچھ سامان رکھتے تھے
فقط اخلاص رکھتے تھے فقط ایمان رکھتے تھے
بروز بدر دیکھی غازیان دیں کی بیداری
ادائے فرض کا جذبہ تھا جن کی روح پر طاری
بروز بدر دیکھا نصرت حق کا نظارہ بھی
خدا کا غازیوں کا جب بھروسہ بھی سہارا بھی
بروز بدر دیکھا معجزہ شان صداقت کا
کہ توڑا حق نے سارا زور باطل کی حماقت کا
غرور و ناز مٹ جاتا ہے جاہ و مال والوں کا
خدا ساتھی ہوا کرتا ہے استقلال والوں کا
یہ کیا تھا اک نتیجہ تھا پیمبرؐ کی اطاعت کا
تخیل کی بلندی کا، توکل پر قناعت کا

(شاہنامہ اسلام ج ۳)

جنگ بدر اصول جنگ کی روشنی میں

غزوہ بدر کی تفصیلات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمام اصول وقوانین جو آج دنیا نے برس ہا برس کی جنگوں کا تجزیہ کر کے بنائے ہیں۔ان پر سپہ سالار اسلام ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے عمل کیا تھا۔آیئے ان اصول وقوانین جنگ کی روشنی میں غزوہ بدر کا جائزہ لیتے ہیں۔

☆...... اصل مقصد کا پیش نظر ہونا۔ ☆...... بروقت اقدام۔
☆...... فوج کی حفاظت۔ ☆...... قوت کا محتاط استعمال۔
☆...... باہمی تعاون۔ ☆...... زمین کا استعمال۔
☆...... جاسوسی۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

اصلی مقصد

ایک اچھے قائد کے سامنے اصلی مقصد دشمن کی اصلی فوج کو تباہ کرنا ہوتا ہے۔ نپولین اکثر کہتا تھا: ''میرے سامنے ایک ہی چیز ہوتی ہے۔ دشمن کی اصلی فوج۔''

کالزوٹزا اپنی کتاب ''اصول جنگ'' میں رقم طراز ہے۔ ''ہمارا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ دشمن کے اصلی کالم پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا جائے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ہمیں اپنا سارا زور لگا دینا چاہئے۔''

جنگ بدر میں رسول اللہﷺ نے دشمن کی اصلی قوت کو تباہ کرنے کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی۔ جب کفار کے لشکر جرار کو ریت کے طوفان نے آ گھیرا تو رسول اللہﷺ نے عین موقع پر بروقت حملہ کر کے دشمن کے قلب لشکر کو تباہ کر دیا۔

بروقت اقدام

قدیم چینی سپہ سالار جنرل سنترو کے خیال کے مطابق دشمن کی شکست ہمارے اقدام کی صلاحیتوں میں مضمر ہوتی ہے اور ''برن ہارڈی'' کا قول ہے کہ: ''اقدام جنگ کا زیادہ طاقتور طریقہ ہے۔'' اقدامی جنگ کے بہت سے فوائد ہیں۔ مثلاً:

☆ ...... اقدامی جنگ کے لئے وقت اور مقام کا انتخاب حاصل رہتا ہے۔

☆ ...... اقدامی یعنی حملہ آور فوج اچانک حملہ کر کے دشمن کے غیر محفوظ علاقہ پر قبضہ کر سکتی ہے۔

☆ ...... اچانک اقدام یعنی شب خون کے ذریعے دشمن کی رسد ختم کی جا سکتی ہے۔ نیز اس کے سلسلہ رسل کو منقطع کیا جا سکتا ہے۔

☆ ...... اقدام کرنے والی فوج زخمی سپاہیوں کی مناسب دیکھ بھال کر سکتی ہے۔ جب کہ دفاع کرنے والی فوج کے زخمیوں کو حملہ آور فوج گرفتار کر لیتی ہے۔

☆ ...... جنگ بدر میں رسول اللہﷺ نے اگرچہ دفاعی خط قائم کیا تھا۔ تاہم مناسب موقع پاتے ہی بروقت اقدام بھی کیا اور دشمن کے دائیں بازو پر اپنے دستوں کو جمع کر دیا۔ اس طرح آپ نے کامیاب جرنیل ہونے کا ثبوت دیا۔

فوج کی حفاظت

جنگ میں فوجوں کی حفاظت کی ذمہ داری امیر لشکر پر عائد ہوتی ہے۔ بے موقع محل فوجوں کو بے دریغ لڑانا بھی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ ''مارشل فاش'' کہتا ہے۔ اقدام میں نسبتاً زیادہ تحفظ کی ضرورت ہوتی ہے۔

رابنسن (Robinson) کا کہنا ہے۔ لڑائی میں تحفظ کی بہترین شکل یہ ہے کہ آپ اپنے ارادہ کو دشمن پر مسلط کر دیں۔

جنگ بدر میں آنحضرتﷺ نے اسلامی فوج کی حفاظت کی ہر ممکن صورت اختیار فرمائی تھی۔ آپﷺ

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

نے اسلامی لشکر کے اگلے دستوں کی حفاظت کے لئے کچھ محفوظ دستے بھی مقرر فرمائے تھے۔ جس سے تمام لشکر دشمن کے حملوں سے محفوظ رہا۔

قوت کا محتاط استعمال

محفوظ فوج کا رکھا جانا نہایت ضرورت ہوتا ہے۔ کیونکہ دشمن کسی حصے پر گھیرا ڈالنے کی کوشش کرے تو محفوظ افواج عقب لشکر سے نکل کر دشمن کو پسپا ہونے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ نیز جب دشمن گھیرے میں لے لیا جائے تو سپہ سالار کو چاہئے کہ اپنی قوت اور وسائل کا جائزہ لے کر مناسب فیصلہ کرے۔ اس سلسلے میں ''سنتزو'' کا کہنا ہے۔ دشمن کو نرغے میں لینے کے بعد اپنی قوت اور وسائل کا جائزہ لیجئے۔ اگر اسے کچل دینا آپ کے بس میں ہو تو اس کا بالکل صفایا کر دیجئے۔ ورنہ اسے بے جگری سے لڑنے پر مجبور نہ کیجئے۔ بلکہ ایک طرف سے نکل جانے کا راستہ دیجئے۔

(اصول جنگ)

جنگ بدر میں امیر لشکر ﷺ نے بھی اپنی مختصر سی قوت کا استعمال بڑی احتیاط سے کیا۔ تین سو تیرہ سپاہیوں کو دائیں بائیں مختلف دستوں میں تقسیم کیا۔ اس کے علاوہ ایک محفوظ دستہ علیحدہ کیا اور دوران جنگ دشمن پر اس وقت تک تیر اندازی سے مانع رہے جب تک دشمن مکمل طور پر زد میں نہیں آ گیا۔ یوں تیر بھی ضائع نہ ہوئے اور دشمن کا خاتمہ بھی ہو گیا۔ نیز جنگ کے خاتمے کے بعد آپ ﷺ نے تمام وسائل کا جائزہ لیا اور دشمن کا تعاقب نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس لئے کہ تمام لشکر میں اونٹ نہ ہونے کے برابر تھے۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو دشمن بے جگری سے لڑنے پر مجبور ہو جاتا۔ نتیجتاً مسلمانوں کو نقصان پہنچ جانے کا اندیشہ تھا۔ لیکن سپہ سالار ﷺ نے نہایت ماہرانہ فیصلہ پل بھر میں کر لیا۔

باہمی تعاون

فوج کے سپاہیوں اور مختلف دستوں میں تعاون فتح کے لئے نہایت لازمی امر ہے اور جہاں آپس میں اختلاف دلوں میں نفاق جیسا موذی مرض ہو وہاں بجائے فتح کے شکست وریخت مقدر کر دی جاتی ہے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ باہمی تعاون ہی تھا۔ تاریخ شاہد ہے جہاں بھی اختلاف اور نفاق آ جائے لشکر ہی نہیں بڑی بڑی سلطنتیں تباہ و برباد ہو گئیں۔

زمین کا استعمال

جنگ کے لئے نشیبی زمین نہایت مضر ہوتی ہے۔ روشنی اور دھوپ کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ لڑائی کے وقت سورج کی شعاعیں سپاہیوں کی آنکھوں کو چندھیا نہ دیں۔ جنگ بدر میں سپہ سالار اسلام نے زمین کا ماہرانہ استعمال کیا۔ آپ ﷺ نے چشمہ پر پوری طرح قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو پانی کی کمی کی دقت سے بچا لیا۔ نیز تیر اندازوں کو بہترین جگہوں پر متعین کیا اور اس امر کا بھی خاص لحاظ رکھا کہ سورج کی شعاعیں مسلمانوں کی آنکھوں کو خیرہ نہ کر سکیں۔ حتیٰ کہ اپنی نقل و حرکت سے دشمن کو ایسی جگہ پڑاؤ ڈالنے پر مجبور کر دیا جو ریتلی اور کیچڑ ہونے کے باعث جنگ کے لئے نہایت نامناسب تھی۔ بالآخر یہ ریتلی زمین دشمن کی ہلاکت کا باعث ہو گئی۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

جاسوسی

فتح کے لئے ضروری ہے کہ دشمن کی نقل وحرکت اور حربی وسائل کا پہلے ہی سے علم ہو اور اس کے لئے جاسوسی نہایت ضروری ہے۔ سنزو کہتا ہے۔ اگر آپ اپنی اور دشمن کی طاقت سے اچھی طرح واقف ہوں تو سو لڑائیوں سے بھی خوف نہ کیجئے۔ اگر آپ اپنے سے واقف ہوں۔ لیکن دشمن کی قوت سے ناواقف ہوں تو ہر فتح کے لئے آپ کو بھی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ لیکن اگر آپ اپنے سے لاعلم اور دشمن کی قوت سے بے بہرہ ہوں تو ہر لڑائی میں آپ کو شکست ہونا ضروری ہے۔ (اصول جنگ تالیف سنزو)

جنگ بدر میں آپ کی اطلاعات کا نظام مکمل تھا۔ دشمن کی ہر حرکت کی خبریں آپ تک پہنچ رہی تھیں اور جنگ کے دوران بھی سانڈنی سوار پھرتی کے ساتھ پیغام رسانی کا کام نہایت حسن وخوبی سے سرانجام دے رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے لشکر اسلام کے لئے جاسوسی کا نہایت مربوط انتظام فرما رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دشمن کی حرکت سے پہلے آپ باخبر ہو جاتے اور مناسب جواب کے لئے بھی وقت سے پہلے تیار رہتے۔

معرکہ بدر سے حاصل سبق

کفر واسلام کے پہلے معرکہ میں نہ صرف رسول عربی ﷺ کی قائدانہ صلاحیتیں اور حربی امور کی ماہرانہ چالیں اجاگر ہوئیں۔ بلکہ اس عظیم معرکے میں مجاہدین اسلام کے لئے بہت سے قیمتی اسباق پوشیدہ ہیں۔ غزوہ بدر میں ابتداء سے آخر تک آپ ﷺ نے دفاع، حملہ اور دوسرے اہم مراحل میں لشکر اسلام پر مکمل کنٹرول قائم رکھا۔ صحابہ کرامؓ کے جذبہ جہاد وشہادت کو اجاگر کیا اور ہر حال میں امیر کی اطاعت کا حکم دیا۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نے میدان جہاد میں جتنے بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ یہ تمام ”اطاعت امیر“ کا نتیجہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس ”تین سو تیرہ“ کے بظاہر معمولی لشکر نے وہ غیر معمولی کام کر دکھایا جو تاریخ اسلام کے ماتھے کا ”جھومر“ ہے۔ صحابہ کرامؓ میں جذبہ جہاد اور جذبہ اطاعت اس قدر موجزن تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کبھی مایوس نہ کیا۔ بلکہ ان کی نصرت کو فرشتوں کے غول بھیج کر فتح ونصرت کو مسلمانوں کی جھولی میں لا ڈالا:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

معرکہ بدر نے یہ ثابت کر دیا کہ محض وسائل اور سپاہیوں کی کثرت فتح ونصرت کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایمان کی قوت اور جذبہ جہاد وشوق شہادت کی بدولت کوئی بھی اقلیت اکثریت پر غالب آسکتی ہے۔ بس مصمم ارادوں کی ضرورت ہے:

سینہ اغیار سے امیدوں کا چاک کر
فقط حق سے مراسم رکھ اے مسلم قوم!
تنہا نصرت حق تجھے نہ چھوڑے گی
ارادے اپنے مصمم رکھ اے مسلم قوم!

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نسب کے لحاظ سے دیگر ازواج مطہرات میں سے رحمت عالمﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ چنانچہ آپؓ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ سیدہ خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبدالعزیٰ بن قصی ابن کلاب ابن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب ابن فہر ابن مالک ابن النضر ابن کنانہ۔

والدہ کی طرف سے فاطمہ بنت زائدہ بنت جندب، بن حجر، ابن حسیص ابن عامر بن لوئی۔ آپ کی والدہ محترمہ لوئی ابن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھیں۔ آپ کے والد محترم اپنے قبیلے میں اعلیٰ حیثیت کے مالک تھے۔ ہر شخص انہیں عزت واحترام سے دیکھتا تھا۔ مکہ میں اقامت اختیار کی۔ عبداللہ بن قصی کے حلیف بنے تھوڑے عرصہ بعد فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ پیدا ہوئیں۔ جنہیں اسلام کی خاتون اوّل ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ حضرت خدیجہ نہایت پاک دامن اور عفت مآب خاتون تھیں۔ اس لئے طاہرہ کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔ آپ کے دو نکاح ہوئے۔ پہلا نکاح ابو ہالہ بن نباش تمیمی سے ہوا۔ جن سے ہند اور ہالہ دو اولادیں ہوئیں۔ دوسرا نکاح عتیق ابن عابد المخزومی سے ہوا۔ جن سے ایک بیٹی ہند پیدا ہوئیں۔

رحمت عالمﷺ سے نکاح

رحمت عالمﷺ اپنے عمدہ اخلاق، بہترین عادات واطوار کی وجہ سے ''الصادق الامین'' کے لقب سے مشہور تھے۔ حضرت خدیجہؓ کا آبائی پیشہ تجارت تھا۔ آپ کے والد محترم ''حرب الفجار'' نامی لڑائی میں قتل ہوئے۔ نیز آپ کے یکے بعد دیگرے دو نکاح ہوئے۔ لیکن دونوں کا انتقال ہوگیا تو آپ کا پیشہ تجارت متاثر ہوا۔ آپ مختلف لوگوں کو تجارت کا نگران بنا کر بھیجتیں اور یوں اپنا تجارتی ذوق برقرار رکھا۔

سرور دو عالمﷺ کی نیک نامی اور شہرت سے متاثر ہوکر آپ نے اپنے تجارتی قافلہ لے جانے کی پیش کش کی اور طے کیا کہ جو معاوضہ میں دوسرے حضرات کو دیا کرتی ہوں۔ اس سے دگنا آپ کو دوں گی۔ چنانچہ سرور دو عالمﷺ نے اپنے چچا جناب ابو طالب سے مشاورت کے بعد قبول فرمالیا اور آپ حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ کی معیت میں شام تشریف لے گئے اور کامیاب تجارت کے ساتھ واپس لوٹے۔ حضرت خدیجہؓ نے میسرہ سے حالات معلوم کئے اور بچشم خود بھی ملاحظہ فرمایا کہ جب گرمی میں سرور دو عالمﷺ چلتے تو آپؐ کے سر پر بادل سایہ کرتے ہوئے نظر آتے۔ آپ نے تمام حالات اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کو بیان کئے جو جہالت کے زمانہ میں عیسائی ہوگئے تھے اور قدیم کتب کے عالم تھے۔ اس پر ورقہ نے کہا اے خدیجہ اگر یہ حالات وواقعات صحیح ہیں تو پھر یقیناً محمد (ﷺ) اس امت کے نبی ہیں اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس امت میں ایک نبی آنے والا ہے۔ جن کا ہمیں انتظار ہے اور ان کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ (عیون الآثار ج اوّل ص۱۲۰)

چنانچہ ان حالات کو دیکھ اور سن کر آپ کو خیال ہوا کہ رحمت عالم ﷺ سے نکاح کیا جائے تو سیدہ نے آپ ﷺ کو نکاح کا پیغام بھجوایا۔ جسے آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب کے مشورہ سے قبول فرمالیا۔ جب کہ انہیں مکہ کے بڑے بڑے چوہدریوں نے نکاح کے پیغام بھجوائے اور آپؓ نے مسترد کر دیئے۔ کیونکہ قدرت کو یہ منظور تھا کہ آپؓ نے امت مسلمہ کی خاتون اوّل اور ام المومنین ہونے کا شرف حاصل کرنا ہے۔

وقت مقررہ پر جناب ابوطالب عمائدین قریش کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور جناب ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور ۵۰۰ درہم حق مہر مقرر ہوا۔ مشہور روایات کے مطابق سرور دو عالم ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ سال تھی۔ جب کہ حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی اور جناب ابوطالب نے نکاح کا خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا۔ ''امابعد! محمد ﷺ وہ ہیں کہ قریش کا کوئی نوجوان بھی شرف ورفعت اور عقل وفضیلت میں آپ کے ساتھ تولا جائے تو آپ ہی بھاری رہیں گے۔ اگرچہ آپ مال کے لحاظ سے کم ہیں لیکن مال ایک زائل ہونے والا سایہ ہے اور ایک عاریت ہے جو واپس کی جانے والی ہے۔ یہ خدیجہ بنت خویلد کے ساتھ نکاح کی طرف مائل ہیں اور اسی طرح خدیجہؓ آپ کی طرف مائل ہے۔''

ان کلمات سے پہلے جناب ابوطالب نے جو کلمات کہے وہ پڑھنے کے قابل ہیں۔ انہوں نے خطبہ نکاح میں فرمایا۔ ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جس نے ہمیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ذریت اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل مرہ کے اصل اور مضر کے عنصر سے پیدا فرمایا اور ہمارے لئے ایسا گھر مقرر کیا جس کا قصد کر کے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور اس کی چاردیواری کو امن والا بنایا اور ہمیں اپنے گھر کا امین اور محافظ مقرر کیا۔ پھر ہمیں اور لوگوں پر حاکم بنایا۔''

جناب ابوطالب کے خطبہ کے بعد ورقہ بن نوفل جو حضرت خدیجۃؓ الکبریٰ کے چچازاد بھائی تھے بحیثیت ولی کے کچھ کلمات کہے۔ جب ورقہ بات کر کے فارغ ہوئے تو جناب ابوطالب نے کہا کہ بہتر ہوگا کہ عمرو ابن اسد جو سیدہ خدیجہ کے چچا ہیں اس کی توثیق کر دیں تو انہوں نے کہا۔ اے قریش گواہ رہو کہ میں نے خدیجہؓ بنت خویلد کو محمد بن عبداللہ (ﷺ) کے نکاح میں دے دیا۔

اس ایجاب وقبول کے ہوتے ہی سرداران قریش نے ابوطالب اور دیگر عمائدین بنوہاشم کو مبارک باد دی اور یوں نکاح کی تقریب تکمیل پذیر ہوئی۔ سیدہ خدیجہؓ نے حضور ﷺ کے نکاح میں آتے ہی اپنے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور اپنا سارا مال واسباب بھی حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا اور یوں آپ کو فکر معاش سے نجات مل گئی۔ حضور ﷺ کی تمام اولاد سوائے صاحبزادہ ابراہیم کے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن مبارک سے ہوئی۔ حضرت خدیجہؓ آپ کو دل وجان سے چاہتی تھیں اور جب بھی کوئی مشکل پیش آئی تو انہوں نے بہترین مشیر کی حیثیت سے آپ کو حوصلہ دیا۔

جوں جوں رحمت عالم ﷺ کی عمر چالیس سال کے قریب آرہی تھی۔ تو آپ کے لئے خلوت اور تنہائی محبوب بنادی گئی۔ آپ غار حرا میں جا کر خلوت فرماتے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۳۱۱)

آپ غار حرا میں جا کر اعتکاف فرماتے اور کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے اور وہاں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کرتے۔ یعنی ذکر الٰہی مراقبہ، تفکر وتدبر آپ کی عبادت تھی۔

بعثت نبوی

جب آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگئی اور آپ غار حرا میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام غار میں تشریف لائے اور آپ کو سلام کیا اور فرمایا: ''اقراء'' پڑھئے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ: ''ما انا بقارئ'' کہ میں نہیں پڑھ سکتا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو اس شدت سے دبایا کہ اس کی مشقت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ اس کے بعد چھوڑ دیا اور فرمایا: ''اقراء'' پڑھئے۔ آپ نے پھر وہی جواب دیا۔ ''ما انا بقارئ'' فرشتہ نے آپ کو شدت کے ساتھ دبایا اور چھوڑ دیا اور پھر کہا: ''اقراء'' آپ نے وہی جواب دیا فرشتہ نے تیسری دفعہ دبایا اور چھوڑ دیا اور فرمایا: ''اقراء باسم ربك الذی خلق'' یعنی سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات نازل کیں۔ اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے اور آپ کے جسم پر کپکپی طاری تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی فرمایا: ''زملونی زملونی'' مجھے کپڑا پہناؤ۔ تو خدیجۃ الکبریٰ نے آپ کو کپڑا پہنا کر سلا دیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو سیدہ سے تمام واقعہ بیان فرمایا اور فرمایا کہ: ''خشیت علیٰ نفسی'' مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ تو سیدہ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ آپ کو بشارت ہو۔ ''لا یحزیك اللہ ابداً انك لتصل الرحم وتحمل الكل وتعین علیٰ نوائب الحق'' اللہ پاک آپ کو کبھی بھی رسوا نہیں کریں گے۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ حق بجانب امور میں آپ ہمیشہ معین ومددگار رہتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ امین ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت کا حق ادا کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق سیدہ نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہؓ کی جان ہے۔ میں قوی امید رکھتی ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہوں گے۔

(سیرت ابن ہشام ج اوّل ص ۸۱)

اس واقعہ کے بعد سیدہ آپ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے گئیں جو آپ کے چچازاد بھائی اور تورات وانجیل کے بڑے عالم تھے اور عیسائی مذہب قبول کر چکے تھے۔ ان سے کہا اے چچازاد بھائی ذرا اپنے بھتیجے کا حال ان کی زبان سے سنئے۔ ورقہ نے کہا کہ اے بھتیجے کیا دیکھا ذرا بتلایئے۔ ورقہ نے جب آپ کی گفتگو سنی تو سن کر فرمایا۔ ''ھذا الناموس الذی ینزل علیٰ موسیٰ''

یہ وہ فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آتا رہا۔ کاش میں قوی اور توانا ہوتا۔ جب تمہاری قوم تمہیں تمہارے وطن سے نکالے گی۔ (تو تمہاری امداد کرتا) اس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''او مخرجی'' کیا مجھے نکال دیا جائے گا۔ اس پر ورقہ نے کہا کہ جو شخص بھی نبی اور رسول ہو کر اللہ کا کلام اور اس کا پیام لے کر آیا۔ لوگ اس کے دشمن ہوگئے۔ اگر میں نے آپ کا وہ زمانہ پایا تو پرزور آپ کی امداد کروں گا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ورقہ کا انتقال ہوگیا۔

ابومیسرہ کی ایک مرسل روایت میں ہے کہ ورقہ بن نوفل نے کہا۔ آپ کو بشارت ہو میں گواہی دیتا ہوں۔ آپ وہی

نبی ہیں جن کی سیدنا مسیح ابن مریم (علیہما السلام) نے بشارت دی ہے اور آپ موسیٰ علیہ السلام کی طرح نبی مرسل ہیں اور عنقریب آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کا حکم ملے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ورقہ نے چلتے وقت آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ (عیون الاثر ج اوّل ص ۱۸۷)

قبول اسلام

اس واقعہ سے قبل آپ نے اپنا چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے بارہا سن رکھا تھا کہ آخر الزمان نبی ﷺ تشریف لانے والے ہیں۔ نیز خرق عادت چیزیں دیکھ کر آپ نے رحمت عالم ﷺ کے ساتھ نکاح کی پیشکش کی تھی۔ طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والوں میں آپؓ سب سے پہلی ہیں۔

ابن اثیر فرماتے ہیں۔ سیدہ خدیجہ تمام مسلمانوں کے اجماع کی رو سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے حضور ﷺ پر ایمان لانے میں سب سے اوّل ہیں اور آپ سے پہلے نہ کوئی مرد اسلام لایا اور نہ ہی کوئی عورت۔

(اسد الغابہ ج ۷ ص ۸۷)

جب مشرکین مکہ آپ کو ایذا پہنچاتے تو سیدہ آپ کی غمگساری کرتیں اور تسلی دیتیں۔

شعب ابی طالب میں

جب آپ کی تبلیغ سے لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو قریش کے تمام قبائل نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ کے ذریعہ ”شعب ابی طالب“ نامی گھاٹی میں آپ کو محصور کر دیا۔ تمام بنو ہاشم نے آپ کا ساتھ دیا۔ سوائے ابولہب کے وہ مخالف کیمپ میں رہا۔ سیدہ بھی رحمت عالم ﷺ کے ساتھ شعب بنو ہاشم میں تمام بنی ہاشم کے ساتھ محصور رہیں۔ آپ تین سال تک شعب بنو ہاشم میں محاصرہ میں رہے۔ یہ زمانہ ایسا سخت گذرا کہ طلع نامی درخت کے پتے کھا کھا کر گذارہ کیا گیا۔ تاہم اس زمانہ میں سیدہ کی وجہ سے کبھی کبھار کھانے کی کچھ اشیاء پہنچ جایا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے اپنے غلام کے ساتھ غلہ لے کر جا رہے تھے کہ ابو جہل نے دیکھ لیا اور کہا کہ تم بنو ہاشم کے لئے غلہ لے کر جاتے ہو۔ میں تمہیں ہرگز نہ لے جانے دوں گا اور سب میں تم کو رسوا کروں گا۔ اتفاق سے ابوالبختری سامنے آ گیا۔ واقعہ معلوم کر کے ابوجہل سے کہا کہ ایک شخص اپنی پھوپھی کے لئے غلہ بھیجتا ہے۔ تم اس میں کیوں رکاوٹ بنتے ہو۔ ابوجہل کو غصہ آ گیا اور وہ سخت سست کہنے لگا۔ اس پر ابوالبختری نے اونٹ کی ہڈی ابوجہل کے سر پر دے ماری۔ اس سے اس کا سر پھٹ گیا۔ حضرت امیر حمزہؓ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

(ابن ہشام ج اوّل ص ۳۵۳)

تین سال انتہائی تکلیف سے گذرے۔ بالآخر قریش کے باہمی اختلاف کی وجہ سے تین سال کی مسلسل مصیبت کا خاتمہ ہوا۔ ۱۰ نبوی یعنی ہجرت سے تین سال قبل اس قید سے نجات ملی

سیدہ کی وفات

شعب ابی طالب کی تکلیف دہ قید سے سیدہ کی صحت روز بروز خراب ہوتی چلی گئی۔ بالآخر نکاح کے پچیس

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAULAK.INFO

سال بعد رمضان المبارک میں ہجرت سے تین سال قبل رحلت فرماتے ہوئے عالم جاودانی کی طرف روانہ ہوئیں۔ چونکہ نماز جنازہ اس وقت شروع نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قبر میں اتارا۔ حجون آپ کا مدفن ہے۔
(اسد الغابہ ص ۴۳۰)

فضائل ومناقب

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چار عورتوں کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ مریم بنت عمران، آسیہ زوجہ فرعون، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمدؐ۔ (الاستیعاب ص ۷۴۰)

☆...... ازواج مطہرات میں سے حضور مجتبیٰ تعریف خدیجہؓ کی کرتے اتنی کسی کی نہ کرتے۔ (اصابہ ص ۵۴۱)

☆...... ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا۔ حق تعالیٰ شانہ سیدہ خدیجہؓ کو سلام کہتے ہیں۔ یہ سن کر سیدہ نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ شانہ خود سلام ہیں اور جبریل علیہ السلام پر سلام ہو اور آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ (نسائی حدیث نمبر ۳۷۴، عمل الیوم واللیلۃ)

☆...... جبرئیل علیہ السلام رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ سیدہ تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ یہ خدیجہؓ ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا انہیں ان کے رب اور میری طرف سے سلام کہیے۔ (المعجم الکبیر ج ۲۳ ص ۱۵)

یہ ایسی فضیلت ہے جو حضرت خدیجہؓ کے علاوہ کسی اور کو میسر نہیں۔

چناب نگر میں علم وعرفان کی بارش

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سب ہیڈ کوارٹر جامع مسجد مسلم کالونی چناب نگر میں یکم شعبان سے آخر شعبان تک بہت رونق رہی۔ سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس منعقد ہوا۔ جس میں تین سو پچاسی علماء کرام، مدارس عربیہ کے منتہی طلبہ، عصری تعلیم اداروں کے اساتذہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ اسباق ص ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر تک (درمیان میں پندرہ منٹ کا وقفہ) ظہر سے عصر تک، عشاء کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہے۔ عصر کی نماز کے بعد برکت العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مدنیؒ کی آپ بیتی کی پندرہ بیس تعلیم ہوئی اور مغرب کے بعد جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی کے صدر المدرسین مولانا غلام رسول دین پوری قادری راشدی طریقہ کے مطابق ذکر جہری کراتے۔ جس سے مدرسہ، مسجد کے در و دیوار پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ عشاء کے بعد تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ شرکاء کورس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا عبدالقدوس خان قارن، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا عبدالحق خان شبیر، قاری غلام مرتضیٰ، مولانا محمد اسحٰق ساقی، مولانا محمد قاسم رحمانی، محمد متین خالد، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن ٹنڈو آدم، مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا مفتی خالد محمود کراچی سمیت کئی ایک حضرات نے ختم نبوت، رفع ونزول مسیح علیہ السلام، مسئلہ جہاد، قادیانیوں کی ملک وملت سے دشمنی، عیسائیوں اور پرویزیوں کے عقائد پر خطاب کیا اور شرکاء کو نوٹس تیار کرائے۔

سیدنا امام جعفر الصادق بن محمد بن علی بن حسینؓ!

شاہ معین الدین احمد ندویؒ

نام ونسب

جعفر نام، ابوعبداللہ کنیت، صادق لقب، آپ امام محمد الملقب بہ باقر کے صاحبزادے اور فرقۂ امامیہ کے چھٹے امام ہیں۔ نسب نامہ یہ ہے۔ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب۔ آپ کی ماں ام فروہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد کی لڑکی تھیں۔ ننہالی شجرہ (ام فروہؓ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیقؓ تھیں) یہ ہے۔ ام فروہ بنت قاسم بن محمد ابن عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ اس طرح جعفر صادق کی رگوں میں صدیقی خون بھی شامل تھا۔

پیدائش: ۸۰ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۱۵۰)

فضل وکمال

آپ اس خانوادۂ علم وعمل کے چشم وچراغ تھے جس کے ادنیٰ خدام مسند علم کے وارث ہوئے۔ آپ کے والد امام باقر اس پایہ کے عالم تھے کہ باقر آپ کا لقب تھا۔ آپ کے حلقۂ درس سے امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان جیسے اکابر امت نکلے۔ اس لئے جعفر صادق کو علم گویا ورثتاً ملا تھا۔ فضل وکمال کے لحاظ سے آپ اپنے وقت کے امام تھے۔ حافظ ذہبی آپ کو امام اور احد السادۃ الاعلام لکھتے ہیں۔ (ایضاً) اہل بیت کرام میں کوئی آپ کا ہمسر نہ تھا۔ ابن حبان کا بیان ہے کہ فقہ، علم اور فضل میں سادات اہل بیت میں تھے۔ (تہذیب التہذیب ج۲ ص۱۰۴) امام نووی لکھتے ہیں کہ آپ کی امامت، جلالت اور سیادت پر سب کا اتفاق ہے۔ (تہذیب الاسماء ص۱۵۰)

حدیث

حدیث آپ کے جدامجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اقوال ہیں۔ اس لئے آپ سے زیادہ اس کا کون مستحق تھا۔ چنانچہ آپ مشہور حفاظ حدیث میں تھے۔ علامہ ابن سعد لکھتے ہیں: ’’کان کثیرا الحدیث‘‘ (تہذیب التہذیب ج۲ ص۱۰۴ بحوالہ ابن سعد) حافظ ذہبی آپ کو سادات اور اعلام حفاظ میں لکھتے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۱۵۰) حدیث میں اپنے بزرگوں اور حضرت امام باقر، محمد بن منکدر، عبیداللہ بن ابی رافع، عطاء، عروہ قاسم بن محمد، نافع اور زہری وغیرہ سے فیض پایا تھا۔ شعبہ دونوں سفیان، ابن جریج، ابوعاصم، امام مالک اور امام ابوحنیفہ وغیرہ آئمہ آپ کے تلامذہ میں تھے۔ (تہذیب التہذیب ج۲ ص۱۰۳)

احترام حدیث

حدیث رسول کا اتنا احترام تھا کہ ہمیشہ طہارت کی حالت میں حدیث بیان کرتے تھے۔ (ایضاً)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO

فقہ

فقہ میں آپ کو اتنا کمال حاصل تھا کہ افقہ الفقہاء امام زمن، امام ابوحنیفہ فرماتے تھے کہ میں نے جعفر بن محمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص ۱۵۰)

قیاس

گو آپ بہت بڑے فقیہ تھے۔ لیکن مسائل دینیہ میں قیاس احتیاط کے خلاف سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم دین میں قیاس کرتے ہو۔ قیاس کو دخل نہ دیا کرو۔ کیونکہ پہلا قیاس ابلیس نے کیا تھا۔ (مختصر صفوۃ الصفوہ) (یعنی تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔ اس لئے میں ان کا سجدہ کیوں کروں۔)

علماء کا مرتبہ

آپ فرماتے تھے کہ فقہاء رسولوں کے امین ہیں۔ جب تک وہ سلاطین کی آستاں بوسی نہ کریں۔

اقوال

آپ کے اقوال وکلمات طیبات تہذیب اخلاق، علم وحکمت اور پندوموعظت کا دفتر ہیں۔ سفیان ثوری سے آپ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ سفیان جب خدا تم کو کوئی نعمت عطا کرے اور تم اس کو ہمیشہ باقی رکھنا چاہو تو زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرو۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم کو زیادہ دوں گا۔
جب رزق ملنے میں تاخیر ہو رہی ہو تو استغفار زیادہ کرو۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے:

”استغفروا ربکم انہ کان غفارا۰ یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنٰت ویجعل لکم انہارا۰ نوح“ ﴿اپنے رب سے مغفرت چاہو۔ وہ بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔ تم پر آسمان سے موسلا دھار پانی برسائے گا اور دنیا میں مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور آخرت میں تمہارے لئے جنت اور نہریں بنائے گا۔﴾

جب تمہارے پاس سلطان وقت یا اور کسی کا کوئی حکم پہنچے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ زیادہ پڑھو۔ وہ کشادگی کی کنجی ہے۔ جو شخص اپنی قسمت کے حصہ پر قناعت کرتا ہے وہ مستغنی رہتا ہے اور جو دوسرے کے مال کی طرف نظر اٹھاتا ہے وہ فقیر مرتا ہے۔ جو شخص خدا کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا وہ خدا کو اس کے فیصلہ پر متہم کرتا ہے۔ جو شخص دوسرے کی پردہ دری کرتا ہے خدا اس کے گھر کے خفیہ حالات کی پردہ دری کر دیتا ہے۔ جو بغاوت کے لئے تلوار کھینچتا ہے وہ اسے قتل کیا جاتا ہے۔ جو اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گرتا ہے۔ جو سفیہوں کے پاس بیٹھتا ہے وہ حقیر ہو جاتا ہے۔ جو علماء سے ملتا جلتا ہے وہ معزز ہو جاتا ہے۔ جو برے مقامات پر جاتا ہے وہ بدنام ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ حق بات کہو خواہ تمہارے موافق ہو یا مخالف۔ آدمی کی اصل اس کی عقل ہے۔ اس کا حسب اس کا دین ہے۔ اس کا کرم اس کا تقویٰ ہے۔ تمام انسان آدم کی نسبت میں برابر ہیں۔ سلامتی بہت نادر چیز ہے۔ یہاں تک کہ اس کے تلاش کرنے کی جگہ بھی مخفی ہے۔ اگر وہ کہیں مل سکتی ہے تو ممکن ہے گوشہ گمنامی میں ملے۔ اگر تم اس کو گوشہ گمنامی میں

تلاش کرو اور نہ ملے تو ممکن ہے تنہانشینی میں ملے۔ گوشۂ تنہائی گمنامی سے مختلف ہے۔ اگر گوشۂ تنہائی میں بھی تلاش سے نہ ملے تو سلف صالحین کے اقوال میں ملے گی۔

استغفار

فرماتے تھے جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اس کی مغفرت چاہو وانسان کی تخلیق کے پہلے سے اس کی گردن میں خطاؤں کا طوق پڑا ہے۔ گناہوں پر اصرار ہلاکت ہے۔

دنیا

فرماتے تھے خدا نے دنیا کی طرف وحی کی ہے کہ جو شخص میری خدمت کرتا ہے تو اس کی خدمت کر اور جو تیری خدمت کرتا ہے اسے تھکا دے۔

اچھے کاموں کے شرائط

فرماتے تھے بغیر تین باتوں کے اچھا کام مکمل نہیں ہوتا۔ جب تم اسے کرو تو اپنے نزدیک اسے چھوٹا سمجھو۔ اس کو چھپاؤ اور اس میں جلدی کرو۔ جب تم اس کو چھوٹا سمجھو گے تب اس کی عظمت بڑھے گی۔ جب تم اس کو چھپاؤ گے اس وقت اس کی تکمیل ہوگی اور جب تم اس میں جلدی کرو گے تو خوشگواری محسوس کرو گے۔

حسن ظن

فرماتے تھے جب تمہارے بھائی کی جانب سے تمہارے لئے کوئی ناپسندیدہ بات ظاہر ہو تو اس کے جواز کے لئے ایک سے ستر تک تاویلیں تلاش کرو۔ اگر پھر بھی نہ ملے تو سمجھو کہ اس کا سبب اور اس کی کوئی تاویل ضرور ہوگی جس کا تم کو علم نہیں۔ اگر تم کسی مسلمان سے کوئی کلمہ سنو تو اس کو بہتر سے بہتر معنی پر محمول کرو۔ جب وہ محمول نہ ہو سکے تو اپنے نفس کو ملامت کرو۔

تہذیب و اخلاق

فرماتے تھے چار چیزوں میں شریف کو عار نہ کرنا چاہئے۔ اپنے باپ کی تعظیم میں اپنی جگہ سے اٹھنے میں، مہمان کی خدمت کرنے اور خود اس کی سواری کی دیکھ بھال میں خواہ گھر میں سو غلام کیوں نہ ہوں اور اپنے استاد کی خدمت کرنے میں۔ **ایک نکتہ:** جب دنیا کسی کے موافق ہوتی ہے تو دوسروں کی بھلائیاں بھی اسے دے دیتی ہے اور جب منہ پھیر لیتی ہے تو خود اس کی خوبیاں بھی چھین لیتی ہے۔

فضائل اخلاق

آپ کی ذات فضائل اخلاق کا زندہ پیکر تھی۔ آپ کا ایک نظر دیکھ لینا آپ کی خاندانی عظمت کی شہادت کے لئے کافی تھا۔ عمر بن المقدام کا بیان ہے کہ جب میں جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو نظر پڑتے ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہیں۔ (تہذیب الاسماء ج اول ص ۱۵۰)

عبادت و ریاضت

عبادت آپ کے شبانہ یوم کا مشغلہ تھی۔ آپ کا کوئی دن اور کوئی وقت عبادت سے خالی نہ ہوتا تھا۔ امام

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO WWW.LAULAK.INFO

مالک کا بیان ہے کہ میں ایک زمانہ تک آپ کی خدمت میں آتا جاتا رہا۔ آپ کو ہمیشہ یا نماز پڑھتے پایا یا روزہ رکھے ہوئے یا قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے۔ (تہذیب ج۲ ص۱۰۴)

انفاق فی سبیل اللہ

انفاق فی سبیل اللہ اور فیاضی و سیر چشمی اہل بیت کرام کا امتیازی اور مشترک وصف رہا ہے۔ جعفر صادق کی ذات اس وصف کا مکمل ترین نمونہ تھی۔ ہیاج بن بسطام روایت کرتے ہیں کہ جعفر صادق بسا اوقات گھر کا کل کھانا دوسروں کو کھلا دیتے تھے اور خود ان کے اہل و عیال کے لئے کچھ نہ باقی رہ جاتا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۱۵۰)

لباس امارت میں خرقہ فقر

آپ بظاہر اہل دنیا کے لباس میں رہتے تھے۔ لیکن اندر لباس فقر مخفی ہوتا تھا۔ سفیان ثوری کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ جعفر بن محمد کے پاس گیا۔ اس وقت ان کے جسم پر خز کا جبہ اور دخانی خز کی چادر تھی۔ میں نے کہا آپ کے بزرگوں کا لباس نہیں ہے۔ فرمایا وہ لوگ افلاس اور تنگ حالی کے زمانہ میں تھے اور اس زمانہ میں دولت بہ رہی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اوپر کا کپڑا اٹھا کر دکھایا تو خز کے جبہ کے نیچے پشمینہ کا جبہ تھا۔ اور فرمایا ثوری یہ ہم نے خدا کے لئے پہنا ہے اور وہ تم لوگوں کے لئے۔ جو خدا کے لئے پہنا تھا اس کو پوشیدہ رکھا ہے اور جو تم لوگوں کے لئے تھا اس کو اوپر رکھا ہے۔ (ایضاً)

مذہبی اختلافات سے بچنے کی ہدایت

مذہب میں جھگڑنا سخت ناپسند کرتے تھے۔ فرماتے تھے تم لوگ خصومت فی الدین سے بچو۔ اس لئے کہ وہ قلب کو پھنسا دیتی ہے اور نفاق پیدا کرتی ہے۔ (ایضاً)

جرات

نہایت جری، نڈر اور بے خوف تھے۔ بڑے بڑے جابرہ کے سامنے یہ بے باکی قائم رہتی تھی۔ ایک مرتبہ منصور عباس کے اوپر ایک مکھی آکر بیٹھی۔ وہ بار بار ہنکارتا تھا اور مکھی بار بار آکر بیٹھتی تھی۔ منصور اس کو ہنکارتے ہنکارتے عاجز آگیا۔ مگر وہ نہ ہٹی۔ اتنے میں جعفر پہنچ گئے۔ منصور نے ان سے کہا ابوعبداللہ مکھی کس لئے پیدا کی گئی ہے۔ فرمایا جبابرہ کو ذلیل کرنے کے لئے۔ (صفوۃ الصفوۃ ص۱۴۱)

حضرت ابوبکرؓ کے متعلق عقیدہ

گو تمام حق پرست اہل بیت کرام کو خلفائے اربعہ کے ساتھ یکساں عقیدت تھی۔ لیکن جعفر صادق کی رگوں میں صدیقی خون بھی شامل تھا۔ اس لئے آپ کو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ اور وہ اپنے جد امجد حضرت علیؓ کی طرح ان پر بھی اپنا حق سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرماتے کہ مجھے علیؓ سے جتنی شفاعت کی امید ہے اتنی ہی ابوبکرؓ سے ہے۔ (تہذیب التہذیب ج۲ ص۱۰۴)

وفات: ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص۱۵۰)

ایسے بھی ہوتے ہیں خوش نصیب!

قادیانی مذہب سے تائب ہونے والے بائیس سالہ نومسلم نوجوان جناب مصطفیٰ احمد صدیقی کے قبول اسلام اور اس کے عظیم الشان جنازہ کی سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی ایمان افروز روداد

محمد متین خالد

انٹرنیٹ کی حیرت انگیز ایجاد نے دنیا کو گاؤں بنادیا ہے۔ آپ کسی بھی موضوع سے متعلق اپنے گھر بیٹھے دنیا بھر کی معلومات پلک جھپکتے ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہاں مختلف مذاہب عالم کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و تشہیر بھی کرتے ہیں۔ ان میں قادیانی سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے مذہب کو اسلام اور خود کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس طرح وہ حق کے متلاشی غیر مسلموں کو اور بعض اوقات مسلمانوں کو شکوک و شبہات اور باطل تاویلات کے ذریعے گمراہ کر کے پھانس لیتے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے محاذ پر قدرت حق بعض افراد کا انتخاب خود کرتی ہے۔ ایسے ہی خوش نصیبوں میں جناب پروفیسر میر ملک صاحب ہیں جو اپنی مخلص ٹیم کے ساتھ انٹرنیٹ پر قادیانیوں سے مناظرے کرتے ہیں۔ اس ٹیم میں جناب عامر خورشید صاحب، جناب عبداللہ صاحب، جناب عمر شاہ صاحب اور جناب سید محمد اسامہ گیلانی صاحب نمایاں طور پر پیش پیش ہیں۔ رد قادیانیت کے ماہر یہ نوجوان حضرات نہ صرف قادیانیوں کے پھیلائے ہوئے زہریلے اور باطل شکوک و شبہات کا مکمل دلائل کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ بلکہ برجستہ متنازعہ قادیانی عبارات پیش کر کے انہیں میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اس ٹیم کے ایک دبلے پتلے لیکن ایمانی طور پر نہایت مضبوط اور متحرک نوجوان جناب سید محمد اسامہ گیلانی کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ خوبیوں اور صلاحیتوں سے نواز رکھا ہے۔ وہ تحریک ختم نبوت کے نامور اور بیباک مجاہد بزرگ جناب سید محمد امین گیلانیؒ کے پوتے اور منفرد طرز کے معروف شاعر اسلام جناب سید سلمان گیلانی کے صاحبزادے ہیں۔ اسامہ گیلانی دن بھر اپنے دفتر میں کام کرتے اور رات کو پوری مستعدی اور تندہی کے ساتھ انٹرنیٹ پر تحفظ ختم نبوت کے محاذ کو سنبھالتے ہیں۔ ایک رات وہ قادیانیوں کے شکوک و شبہات کا جواب دے رہے تھے کہ اچانک ایک قادیانی نوجوان نے اسامہ گیلانی کو سوال کیا۔ ”آپ کہتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ کے گستاخ تھے۔ یہ بات آپ کے مولویوں کا پروپیگنڈا ہے۔ مسیح موعود مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کیا آپ اسکا کوئی ثبوت دے سکتے ہیں؟“ یاد رہے کہ جب اس قادیانی نوجوان نے جناب اسامہ کو یہ سوال کیا تو اس وقت انٹرنیٹ پر ۱۰۰ سے زیادہ قادیانی اس بحث کو براہ راست ملاحظہ کر رہے تھے۔ بہرحال اسامہ گیلانی نے بڑی توجہ سے اس سوال کو پڑھا اور اس قادیانی نوجوان سے کہا کہ میں آپ کے سامنے مرزا قادیانی کی کتاب (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) کا عکس پیش کرتا ہوں۔ آپ اور باقی قادیانی حضرات سے میری گذارش ہے کہ اسے بغیر تعصب کے غیر جانبدار ہو کر غور سے پڑھیں اور دیکھیں۔ مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں کس قدر بھیانک گستاخی کا ارتکاب کیا۔ یہ اقتباس مندرجہ ذیل تھا۔

’’اس (اللہ تعالیٰ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص۴۹۶ میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔ بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر میں براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰ از مرزا قادیانی)

پھر اسی سے متعلقہ مرزا قادیانی کے ایک مرید کی کتاب سے دوسرا حوالہ پیش کیا: ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔‘‘

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر۳۴، از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی)

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات پر اس سے بڑھ کر کمینہ حملہ اور اوباشانہ بہتان اور کیا ہوسکتا ہے۔ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کی ذات اقدس بھی مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں سے نہ بچ سکی۔ ایسا فاسد خیال اور لغو عقیدہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک کسی بھی گستاخ، منہ پھٹ اور زبان دراز سے نہیں سنا گیا۔ جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے۔ آج تک کسی شخص نے بھی اللہ تعالیٰ پر ایسا بیہودہ، گھٹیا اور بدترین کفریہ الزام نہیں لگایا۔ یہ ذلت ورسوائی صرف مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہوئی۔ جس کا نقد انعام اسے دنیا میں لیٹرین میں عبرتناک موت کی صورت میں ملا۔ ’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘

قادیانی نوجوان نے مرزا قادیانی کی کتاب سے پیش کردہ عکس دیکھا۔ پڑھا تو وہ حیرت اور پریشانی کے سمندر میں ڈوب گیا۔ اس نے نہایت پریشانی اور منت سماجت کے لہجہ میں اسامہ سے کہا: بھائی! خدارا اپنا فون نمبر دے دو۔ میں اس حوالہ کی تحقیق کے بعد آپ سے رابطہ کروں گا۔ اسامہ نے اسے اپنا موبائل نمبر دے دیا۔ تیر ٹھیک نشانے پر لگ چکا تھا۔ رات کے ۲ بج رہے تھے۔ قادیانی نوجوان سونے کے لئے اپنے کمرے میں آ گیا۔ مگر نیند کوسوں دور تھی۔ پریشانی کے عالم میں تمام رات بستر پر کروٹیں لیتا رہا۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنے جاننے والے قریبی قادیانی مبلغین سے فون پر رابطہ کیا اور کہا کہ: ’’مجھے اپنے مذہب پر شک ہے۔ میرے کچھ سوالات ہیں۔ مجھے ان کا جواب چاہئے۔ میں اپنی آخرت برباد نہیں کرسکتا۔‘‘ قادیانی مبلغین فوری طور پر اس کے گھر پہنچے اور کہا: بتاؤ تمہارا کون سا سوال ہے؟ اس پر قادیانی نوجوان نے مرزا قادیانی کی کتاب کشتی نوح کا مذکورہ حوالہ پیش کیا اور کہا کیا کوئی صحیح العقل آدمی ایسی باتیں کرسکتا ہے؟ قادیانی مبلغین نے حوالہ دیکھا تو سکتے میں آ گئے اور اس کی مختلف تاویلات کرنا شروع کر دیں۔ نوجوان نے کہا کہ وہ کوئی تاویل سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بلکہ اب وہ اپنے مذہب کا غیر جانبدار ہوکر مزید مطالعہ کرے گا۔ اس پر قادیانی مبلغین بڑبڑاتے ہوئے غصے کے عالم میں چلے گئے۔ چند دنوں بعد

نوجوان نے اسامہ گیلانی کو فون کر کے ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ اسامہ نے بخوشی اسے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ اس کی خوب آؤ بھگت کی۔ اس کے سوالات کے جواب دیئے۔ شبہات دور کئے اور چند کتابیں ثبوت حاضر ہیں۔ احمدی دوستو! تمہیں اسلام بلاتا ہے۔ چھوٹا منہ بڑی بات، ردقادیانیت کے زریں اصول اور قادیانی شبہات کے جوابات وغیرہ پیش کیں اور درخواست کہ وہ ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرے۔ نوجوان نے وعدہ کرتے ہوئے اجازت چاہی۔ چنانچہ اس نے مذکورہ کتابوں کا مطالعہ شروع کیا اور جہاں شک ہوا وہاں متنازعہ حوالہ جات کا مکمل سیاق وسباق کے ساتھ اصل قادیانی کتب سے موازنہ کیا۔ ساتھ ساتھ انٹرنیٹ پر سمیر ملک اور اسامہ گیلانی کے قادیانیوں سے مناظروں کو بھی بغور ملاحظہ کرتا رہا اور یہاں سے اہم حوالجات نوٹ کرتا رہا۔ تقریباً ایک ہفتہ بعد اس کا فون آ گیا۔ اس نے بھرائی ہوئی رقت آمیز آواز میں کہا: ہیلو، اسامہ! مبارک ہو! میں نے حق کو پالیا۔ میں قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اسامہ نے نہایت خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا: مرحبا، مرحبا، مصطفیٰ احمد صدیقی! مرحبا، اب تم میرے بھائی ہو۔ میں تمہیں لینے کے لئے خود تمہارے گھر آرہا ہوں۔ اسامہ بجلی کی تیزی سے مصطفیٰ احمد صدیقی کے گھر پہنچا۔ اسے گلے لگایا۔ ہاتھ چومے اور مجاہدین ختم نبوت کی ایک ٹیم کے ساتھ اسے حضرت نفیس شاہ الحسینیؒ کے ہاں لے گیا۔ جہاں حضرت کو تمام داستان سنائی۔ علالت کے باوجود حضرت نے نہایت خندہ پیشانی سے کھڑے ہوکر اس نوجوان کو گلے لگایا۔ اسے اسلام قبول کروایا اور ایمان کی اہمیت وفضیلت کے بارے میں تفصیلاً بتایا۔ اس موقع پر حضرت نے مصطفیٰ احمد صدیقی کے اعزاز میں ایک پرتکلف چائے کا اہتمام کیا اور آخر میں ڈھیر ساری دعاؤں کے ساتھ اسے اپنی خانقاہ سے رخصت کیا۔

ایک دفعہ مصطفیٰ احمد صدیقی نے اپنے قریبی دوستوں کی محفل میں اپنا ایک ایمان افروز خواب بیان کرتے ہوئے کہا: ”میرے والد محترم رفیق احمد صدیقی قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام قبول کر چکے تھے۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ ایک رات وہ میرے خواب میں تشریف لائے۔ نہایت سفید رنگ کا بہترین کرتا شلوار پہنے، ہاتھ میں تسبیح لئے، درود شریف پڑھتے ہوئے مسجد کی طرف جاتے ہوئے مجھے گلے لگایا اور آسمان سے آتی ہوئی نور بھری روشنی کی طرف اشارہ کر کے مجھے اسے حاصل کرنے کی تلقین کی۔ گویا میرے والد محترم مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔“

اسلام قبول کرنے کے بعد مصطفیٰ احمد صدیقی کی کایا پلٹ چکی تھی۔ پہلے وہ قادیانیت کا دفاع کرتا تھا۔ اب وہ قادیانیت کی سرکوبی کے سلسلہ میں رات بھر انٹرنیٹ پر بیٹھا رہتا اور قادیانیوں کو مناظرے اور مباحثے کی دعوت دیتا۔ انہیں قادیانی کتب سے متنازعہ عبارات پڑھنے کی ترغیب دیتا۔ آنجہانی مرزا قادیانی کے غلیظ کردار اور اس کے جھوٹے ہونے پر انہیں ناقابل تردید حوالے اور شواہد پیش کرتا۔ اس حوالے سے انہیں چیلنج کرتا اور پھر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا۔ اس پر قادیانی اپنے جھوٹے نبی کی عادت پر عمل کرتے ہوئے اسے گندی گالیاں دیتے۔ نقلی مسلمان کہہ کر اس کا تمسخر اڑاتے اور اسے عبرتناک انجام کی دھمکیاں دیتے۔ لیکن وہ یہ سب کچھ بڑے تحمل اور صبر سے سنتا اور انہیں کہتا خدا کی قسم! میں تمہارا سچے دل سے خیرخواہ ہوں۔ میں تمہیں جہنم کی آگ سے نکال کر جنت میں داخل کروانا چاہتا

ہوں۔ مصطفیٰ احمد صدیقی مسلسل ۲ سال تک انٹرنیٹ پر یہ جانکسل فرائض سرانجام دیتا رہا۔ اس دوران وہ اکثر قادیانیوں سے پوچھتا کہ تمہاری محفلوں میں ہروقت مرزا قادیانی کا ذکر ہوتا ہے۔ لیکن حضور خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کا ذکر مبارک نہیں ہوتا۔ آخر کیوں؟ قادیانیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوتا اور وہ خاموش ہوجاتے۔ مصطفیٰ احمد صدیقی اپنے گھر والوں کو دعوت اسلام دیتا۔ مگر گھر والے اس سے انتہائی متعصبانہ اور سوتیلے پن کا برتاؤ کرتے۔ اسے اسلام چھوڑنے پر مجبور کرتے۔ لیکن وہ پہاڑ ایسی استقامت لئے مضبوطی سے اس پر قائم رہا۔ قادیانی مبلغین نے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر اس نے ہمیشہ انہیں شکست فاش دی۔ وہ اکیلا ان سے مناظرے کرتا اور انہیں لاجواب کردیتا۔ ایک دفعہ اس کے ماموں طاہر، کزن نعمان (انتہائی متعصب اور جنونی قادیانی) اور مبلغین نے مصطفیٰ احمد صدیقی سے کہا کہ بتاؤ تمہیں قادیانی مذہب کی کس چیز پر اعتراض ہے؟ اس پر مصطفیٰ احمد صدیقی نے انہیں کہا کہ مرزا قادیانی جسے آپ نبی، رسول، مسیح موعود اور مہدی وغیرہ کہتے ہیں۔ اس کا کردار اس قابل نہیں کہ اسے ایک شریف انسان بھی کہا جاسکے۔ اس کی تمام پیش گوئیاں جھوٹ ثابت ہوئیں۔ پھر اس نے مرزا قادیانی کی وحیوں پر مشتمل کتاب ''تذکرہ'' سے ایک نشان زدہ صفحہ نکال کر دکھانے کی کوشش کی تو اس کے کزن نعمان نے اس سے زبردستی کتاب چھین لی اور اسے برا بھلا کہتے ہوئے کہا کہ بعض نبیوں کی پیش گوئیاں بھی پوری نہیں ہوئی تھیں۔ (نعوذ باللہ) اس پر مصطفیٰ احمد صدیقی نے انہیں چیلنج کیا کہ اگر آپ قرآن وسنت سے اس کی کوئی ایک بھی مثال پیش کردیں تو میں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔ اس پر سب کو سانپ سونگھ گیا اور وہ غصے کے عالم میں واپس چلے گئے۔

علامہ اقبال ٹاؤن میں قادیانی مبلغین کے ساتھ ایک اور مناظرے کے دوران جب مصطفیٰ احمد صدیقی نے مرزا قادیانی کے کردار پر بحث کرتے ہوئے انہیں لاجواب کیا تو اس کے کزن نعمان نے بے اختیار اسے گندی گالیاں دینی شروع کردیں۔ اس کے ماموں طاہر نے کہا کہ تم مرتد ہوگئے ہو۔ قادیانی مبلغین نے کہا کہ مولویوں نے تمہارا دماغ خراب کردیا ہے۔ نوجوان نے یہ سب کچھ بڑے تحمل سے سنا۔ برداشت کیا اور پھر اعتماد سے کہا۔ آپ مجھے مطمئن کرنے آئے ہیں یا ذلیل۔ کیا یہی خوش اخلاقی ہے جس کا آپ ہروقت پوری دنیا میں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔

آپ کا تو نعرہ ہے: ''Love for all hatred for none'' یعنی محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں۔ لیکن آپ سب کچھ اس کے برعکس کررہے ہیں۔ بہرحال آپ مجھے اس سے بھی زیادہ طعن وتشنیع کرلیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن یہ میرے عقیدے کا معاملہ ہے۔ آپ مجھے مطمئن کریں اور میرے سوالات کا جواب دیں۔ لیکن وہ سب نفرت وحقارت کا اظہار کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔

کچھ عرصہ پہلے مصطفیٰ احمد صدیقی نے اسامہ گیلانی کو فون پر بتایا کہ میرے ماموں طاہر نے مستقل طور پر ایک خطرناک قادیانی مربی میرے پیچھے لگادیا ہے۔ وہ اکثر مجھے قادیانی عبادت گاہ میں بلاتا ہے۔ لیکن میں اکیلے نہیں جانا چاہتا۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ اسامہ گیلانی نے جناب سمیر ملک سے رابطہ کیا تو وہ اپنی فیملی کے ساتھ کسی قریبی عزیز کی شادی کے سلسلہ میں شہر سے باہر جارہے تھے۔ لیکن انہوں نے گاڑی واپس اپنے گھر کی طرف موڑلی

اور تھوڑی دیر کے بعد مناظرے کے لئے بتائے ہوئے ایڈریس پر قادیانی عبادت گاہ واقع گلشن راوی پہنچ گئے۔ جناب سمیر ملک نے قادیانی مبلغ کو مناظرے کے میدان میں چاروں شانے چت کردیا۔ مربی نے فوراً مصطفیٰ احمد صدیقی کے ماموں طاہر احمد کو فون کیا اور کہا کہ یہ لڑکا ہمارے ہاتھ سے مکمل طور پر نکل چکا ہے اور جماعت کے لئے بہت خطرناک ثابت ہورہا ہے۔ اس کے بعد اسے باقاعدہ دھمکیاں ملنی شروع ہوگئیں۔

۱۳؍فروری ۲۰۰۹ء کی شام مصطفیٰ احمد صدیقی اپنے دفتر سے گھر جارہا تھا کہ سڑک پر بارش کی پھسلن سے اس کا موٹر سائیکل ایک ریہڑے سے ٹکرایا اور وہ شدید زخمی ہوگیا۔ اسے فوراً جناح ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

وہ اپنے خاندان میں واحد مسلمان اور اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کا والد کئی سال پیشتر فوت ہوچکا تھا۔ گھر میں کوئی مرد نہ ہونے کی وجہ سے ماں اپنے بیٹے کی میت اپنے بھائی (مصطفیٰ صدیقی کا ماموں طیب قادیانی) کے گھر مرغزار کالونی لے آئی۔ جہاں تمام قادیانی رشتہ دار اکٹھے ہوگئے۔ مصطفیٰ احمد صدیقی کی بڑی ہمشیرہ کینیڈا رہتی ہیں۔ اس نے درخواست کی کہ وہ اپنے بھائی کا آخری دیدار کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا اس کی تدفین ایک دن کے لئے ملتوی کردی جائے۔ چنانچہ مصطفیٰ احمد صدیقی کی میت عادل ہسپتال مین بلیوارڈ ڈیفنس کے سردخانے میں رکھ دی گئی۔ ہفتہ کی رات کارکنان ختم نبوت کو اس حادثہ فاجعہ کا علم ہوا تو جناب عامر خورشید صاحب نے فوراً دوستوں کی ایک ہنگامی میٹنگ طلب کی۔ جس میں ختم نبوت لائیرز فورم کے عہدیداروں کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی۔ اجلاس میں سب سے پہلے اس بات پر غوروخوض کیا گیا کہ کہیں یہ قتل کی واردات تو نہیں؟ اس کی فوری تفتیش کے لئے ایک ٹیم تشکیل دی گئی۔ ٹیم نے جائے وقوعہ سے ٹھوس شہادتیں حاصل کرنے کے بعد ریسکیو 1122 سے رابطہ کیا جن کے پاس مصطفیٰ احمد صدیقی صاحب کو جناح ہسپتال لے جانے کا ریکارڈ تھا۔ پھر جناح ہسپتال کی ایمرجنسی سے بھی رابطہ کیا گیا تو انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ مصطفیٰ احمد صدیقی کے سینے اور چہرے پر زخموں کے نشان تھے اور ابتدائی میڈیکل رپورٹ کے مطابق یہ حادثہ تھا۔

اس کے بعد قادیانیوں سے مسلمان میت کے حصول کا معاملہ پیش آیا۔ چنانچہ بزرگوں سے مشورہ کرنے کے بعد کارکنان ختم نبوت کی ایک ٹیم اہل محلہ کے ساتھ قادیانیوں کے گھر گئی اور انہیں بتایا کہ چونکہ مصطفیٰ احمد صدیقی قادیانی مذہب سے تائب ہوکر مسلمان ہوچکا تھا۔ اس لئے اس کی تجہیز وتکفین کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے۔ لہٰذا آپ اس کی میت ہمارے حوالہ کردیں۔ ہم اسے اسلامی طریقہ سے سپرد خاک کرنا چاہتے ہیں۔ قادیانیوں نے شروع میں کچھ لیت ولعل سے کام لیا مگر بعد میں کارکنان ختم نبوت کے جذبے اور تیور دیکھ کر میت برادر گرامی جناب عامر خورشید صاحب کے حوالہ کردی۔ کارکنان ختم نبوت فرط جذبات سے میت سے لپٹ گئے اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ کوئی مصطفیٰ احمد صدیقی کی پیشانی چوم رہا تھا اور کوئی اس کے پاؤں کو بوسہ دے رہا تھا۔ قادیانی یہ منظر دیکھ کر حیران ہورہے تھے۔ انہیں واقعی حیران ہونا چاہئے تھا۔ میت کو مسنون طریقے سے غسل دے کر نہایت سفید اور اجلا کفن پہنایا گیا۔ میت کے اردگرد گلاب کے ہزاروں پھول مصطفیٰ احمد صدیقی کو خراج تحسین پیش کر

رہے تھے۔کوئی یقین نہیں کر رہا تھا کہ میت پر ۴۰ گھنٹے گذر چکے ہیں۔ کیونکہ اس کے جسم سے معطر اور بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی۔ مصطفیٰ احمد صدیقی کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح نہایت خوبصورت اور تروتازہ تھا۔ چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ طاری تھی۔ایسے محسوس ہورہا تھا کہ وہ جان بوجھ کر اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور اچانک بیدار ہوکر ابھی سب کو حیران کردیں گے۔ جنازہ اٹھانے سے پہلے مصطفیٰ احمد صدیقی کی والدہ اور بہنوں نے چہرہ دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ بزرگوں سے مشورہ کے بعد اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ انہیں بھی ہدایت نصیب فرمادے۔ اجازت دے دی گئی۔ان کے ساتھ اور بھی رشتہ دار خواتین تھیں۔ وہ دیر تک مصطفیٰ احمد صدیقی کے چہرے کا آخری دیدار کرتی رہیں۔ مصطفیٰ احمد صدیقی کی والدہ نے جانے سے پہلے وہاں پر موجود کارکنان ختم نبوت کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز سے کہا: ’’آفرین ہے آپ پر۔آپ لوگوں نے میرے بیٹے کو دولہا بنادیا ہے۔‘‘ اس پر ایک کارکن نے جواباً کہا: ’’اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے بیٹے کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔‘‘

ٹھیک دو بجے جب مصطفیٰ احمد صدیقی کا جنازہ تدفین کے لئے اٹھایا گیا تو فضا کلمہ طیبہ کے ورد سے گونج اٹھی۔ لوگ پرجوش جذبات میں نعرہ تکبیر، نعرہ رسالت، تاجدار ختم نبوت زندہ باد، قادیانیت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگارہے تھے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ سینکڑوں روتی ہوئی آوازوں کا ایک تسلسل تھا جو تھمنے کا نام نہ لیتا تھا۔ یہ ایک ایسا ایمان افروز منظر تھا جسے کبھی نہ بھلایا جاسکے گا۔ قادیانیوں کا خیال تھا کہ اس نوجوان کے جنازہ میں محض گنتی کے چند لوگ شریک ہوں گے۔ ایسے موقع پر حضرت امام احمد بن حنبلؒ یاد آتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے ایک مخالف کے جواب میں فرمایا تھا۔’’حق وباطل کے درمیان ہمارے مقام کا تعین خود ہمارا جنازہ کرے گا۔‘‘ مصطفیٰ احمد صدیقی کے جنازے نے فیصلہ کردیا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کے مخالفین باطل۔ مجاہد ختم نبوت کی میت کو کندھا دینے کے لئے ہر شخص اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا تھا۔ کئی عاشقان رسول جنازہ کی چارپائی کو ہاتھ لگا کر اپنے جسم پر پھیرتے اور اس کو اپنے لئے باعث برکت کہتے۔ نماز جنازہ مجاہد ختم نبوت ممتاز عالم دین، حضرت مولانا عبدالرحمن مدظلہ نے پڑھائی۔ مرکز سراجیہ کے مہتمم جناب صاحبزادہ رشید احمد مدظلہ اور مولانا محب النبی سمیت علماء کرام کی بڑی تعداد نے جنازہ میں شرکت فرمائی۔ مصطفیٰ احمد صدیقی کے قریبی دوستوں جناب میاں آصف جاوید صاحب اور جناب وقارالحسن صاحب کے علاوہ دنیا ٹی وی چینل کے درجنوں کارکنوں نے بھی خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر احقر نے شرکاء جنازہ سے خطاب کرتے ہوئے انہیں جناب مصطفیٰ احمد صدیقی کے قبول اسلام کی پوری روداد سنائی اور تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر اس کی گرانقدر خدمات بیان کیں۔ احقر نے عرض کیا کہ عموماً جنازے میت کی مغفرت کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ جنازہ خود شرکاء کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ یہ رتبہ بلند ملا، جس کو مل گیا۔ میں نے عرض کیا کہ اس نوجوان کی عمر صرف دو سال تھی۔ کیونکہ اس نے ۲۰ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور ۲۲ سال کی عمر میں اپنے رب کے حضور پہنچ گیا۔ وہ ایک ناگہانی حادثے کا شکار ہوا اور اس لحاظ سے اسے شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہے۔ مصطفیٰ احمد صدیقی کے جسد خاکی کو جب لحد میں اتارا گیا تو فضا ایک بار پھر ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ اس موقع پر نہایت جذباتی مناظر دیکھنے میں آئے۔ کارکنان ختم نبوت دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور الوداع الوداع مصطفیٰ احمد صدیقی الوداع کے نعرے لگارہے تھے۔

فتنۂ دجال!

بنت سودہ

جب بھی کوئی قوم گمراہی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ ایک خدا کو چھوڑ کر جھوٹے خداؤں کی پیروکار بن جاتی ہے۔ اپنے دین اور مذہب کی قدر نہیں کرتی اور بے حیائی کی طرف مائل ہوجاتی ہے تو پھر ایسی قوم میں بڑے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں اور وہ قوم ان فتنوں کی لپیٹ میں آ کر ہمیشہ کے لئے ختم ہوجاتی ہے۔

ہم بھی آخری نبی کی امت ہیں اور ہمارے نبی ﷺ سب نبیوں سے بہتر ہیں۔ اسی طرح ہم بھی سب امتوں سے بہتر امت ہیں۔ کبھی مسلمان اپنے نبی ﷺ کے پیروکار بنے تو ساری دنیا پر چھا گئے۔ لیکن جب سے مسلمانوں نے اپنے نبی ﷺ کے طور طریقے کو چھوڑا تو غلامی ان کا مقدر بن گئی۔ آج غیر مسلم قومیں مسلمانوں والے طور طریقے اپنا کے دن بدن ترقی کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ لیکن مسلمان غفلت کی نیند سو گئے اور کفار کی ایجاد کی ہوئی نت نئی چیزوں میں دلچسپی لینے لگے۔ ان کی طرح بے حیائی کی طرف مائل ہو گئے۔ لہٰذا مسلمانوں میں بھی ایک بڑا فتنہ پیدا ہوگا اور لوگوں کو مجبور کرے گا کہ اسے اپنا خدا مانیں اور جو ایمان میں کمزور مسلمان ہوں گے وہ اسے اپنا خدا مان کر اپنی آخرت برباد کرلیں گے اور ان کی بخشش کی کوئی صورت بھی ممکن نہیں ہوگی۔ یہ فتنہ دجال کا فتنہ ہوگا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: دجال شام کی طرف سے نکلے گا اور دجال کے قصے میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ دجال مدینہ منورہ سے دور رہے گا اور مدینے کی طرف اس کا آنا ممکن نہ ہوگا تو مدینہ کے قریب ایک شور برپا ہوگا۔ پھر ایک آدمی دجال کے پاس آئے گا۔ وہ اس وقت کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا اور اس کو کہے گا کہ تو ہی وہ دجال ہے جس کی ہمیں ہمارے نبی ﷺ نے پہلے ہی بتادیا تھا۔

دجال کہے گا: لوگوں! مجھے یہ بتلاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے پھر دوبارہ زندہ کردوں تو تم میرے خدا ہونے پر شک کروگے؟ وہ جواب میں کہیں گے نہیں۔ چنانچہ وہ اس آدمی کو قتل کردے گا اور پھر اس کو زندہ کردے گا۔ پھر وہ آدمی دجال سے کہے گا: اب مجھے تیرے دجال ہونے کا مکمل یقین ہوگیا۔ دجال اس کو دوبارہ قتل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن وہ ایسا نہ کرسکے گا۔ (صحیح مسلم)

حضرت نواس بن سمعانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن صبح کے وقت دجال کا تذکرہ فرمایا۔ تذکرہ فرماتے ہوئے کچھ باتیں اس کے متعلق ایسی بیان فرمائی کہ جن سے اس کا حقیر و ذلیل ہونا معلوم ہوتا تھا۔ مثلاً وہ کانا ہوگا۔ وہ سخت پیچدار بالوں والا ہوگا۔ اس کی ایک آنکھ اوپر کو ابھری ہوگی۔ اگر اس کو کسی کی شکل سے تشبیہ دی جائے تو وہ عبدالعزی بن قطن ہے۔ یہ زمانہ جاہلیت کا سب سے بدشکل شخص تھا اور بعض باتیں اس کے متعلق ایسی بیان فرمائیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فتنہ سخت اور عظیم ہے۔

آپ کے بیان سے ہم پر ایسا خوف طاری ہوا کہ ہمیں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ قریب ہی کہیں موجود ہے۔

جب ہم شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہمارے چہروں کے تاثرات دیکھ کر پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ آپ نے دجال کا تذکرہ فرمایا تھا اور بعض باتیں ایسی فرمائی تھیں جو کہ اس کے حقیر ہونے کی نشانیاں ہیں اور بعض ایسی کہ وہ بڑی قوت والا اور اس کا فتنہ عظیم ہوگا۔ ہمیں ایسا محسوس ہونے لگا کہ وہ ہمارے قریب ہی موجود ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے جن فتنوں کا خوف ہے۔ ان میں دجال کی نسبت دوسرے فتنے زیادہ عظیم ہیں۔ اگر میری موجودگی میں نکلا تو میں خود اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر وہ میرے بعد آیا تو ہر سچا مسلمان اپنی ہمت کے مطابق اس کو مغلوب کرنے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ میری غیر موجودگی میں ہر مسلمان کا ناصر اور مددگار ہے۔ اگر تم میں سے کسی مسلمان کا دجال کے ساتھ سامنا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ سورہ کہف کی ابتدائی آیات پڑھ لے اور اس سے مقابلے میں ثابت قدم رہے۔

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ زمین میں کب تک جیئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ چالیس دن رہے گا۔ پہلا دن ایک سال کے برابر ہوگا اور دوسرا دن ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جو دن ایک سال کے برابر ہوگا کیا ہم اس میں صرف ایک دن کی نمازیں پڑھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ وقت کا اندازہ کر کے پورے سال کی نمازیں ادا کرنا ہوں گی۔ پھر ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ زمین میں کس قدر سرعت کے ساتھ سفر کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس ابر کی مانند تیز چلے گا جس کے پیچھے مخالف ہوا لگی ہوئی ہو۔

پس دجال کسی قوم کے پاس سے گذرے گا تو اس کو اپنے باطل عقائد کی دعوت دے گا۔ وہ اس پر ایمان لائیں گے تو وہ بادلوں کو حکم دے گا تو وہ برسنے لگیں گے اور زمین کو حکم دے گا تو وہ سرسبز و شاداب ہو جائے گی اور ان کے مویشی اس میں چریں گے اور شام کو جب وہ واپس آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے کی نسبت بہت اونچے ہوں گے اور تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہوں گے اور ان کی کوکھیں پر ہوں گی۔ پھر دجال کسی دوسری قوم کے پاس سے گذرے گا اور ان کو بھی اپنے رب ہونے کی دعوت دے گا۔ لیکن وہ اس کو اپنا رب ماننے سے انکار کر دیں گے۔ وہ ان سے مایوس ہو کر چلا جائے گا تو یہ مسلمان قوم قحط سالی میں مبتلا ہو جائے گی تو ان کے پاس کچھ نہ بچے گا۔

وہ بنجر زمین کے پاس سے گذرے گا تو وہ اس کو حکم دے گا کہ اے زمین! اپنے خزانوں کو باہر نکال۔ چنانچہ خزانہ اس کے پیچھے پیچھے ایسے چلے گا جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پیچھے ہوتی ہیں۔ پھر دجال ایک آدمی کو بلائے گا جو کہ بہت ہی حسین ہوگا۔ اس کو تلوار مار کر دو ٹکڑے کر دے گا اور دونوں ٹکڑے اس قدر فاصلہ پر جا گریں گے کہ جس قدر تیر مارنے والے اور نشانہ کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کو بلائے گا وہ زندہ ہو کر دجال کی طرف اس کے فیصلے پر ہنستا ہوا آئے گا اس کا چہرہ روشن ہوگا۔

دریں اثناء حق تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائیں گے۔ چنانچہ وہ دو رنگ دار چادریں پہنے ہوئے دمشق

کی مشرقی جانب کے سفید مینارہ پر اس طرح نزول فرمائیں گے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو فرشتوں کے پروں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ جب اپنے سر مبارک کو نیچے کریں گے تو اس سے پانی کے قطرات جھڑیں گے۔ جیسے ابھی غسل کر کے آئے ہوں اور جب سر کو اوپر کریں گے تو اس وقت بھی پانی کے متفرق قطرات جو موتیوں کی طرح صاف ہوں گے گریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو تلاش کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ اسے باب اللد مقام پر جا پکڑیں گے۔ وہاں اس کو قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کے پاس تشریف لائیں گے۔ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور جنت میں اعلیٰ درجات کی ان کو خوشخبری سنائیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی اسی حال میں ہوں گے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ میں اپنے بندوں میں ایسے لوگوں کو نکالوں گا جن کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں۔ آپ مسلمانوں کو جمع کر کے کوہ طور پر چلے جائیں اور حق تعالیٰ یاجوج ماجوج کو کھول دیں گے تو وہ سرعت سیر کے سبب ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے دکھائی دیں گے۔ ان میں سے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ سے گزریں گے اور اس کا سب پانی پی کر ایسا کر دیں گے کہ جب ان میں سے دوسرے لوگ اس بحیرہ سے گذریں گے تو دریا کی جگہ خشک دیکھ کر کہیں گے کہ کبھی یہاں پانی ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہ طور پر پناہ لیں گے اور دوسرے مسلمان اپنے قلعوں اور محفوظ ٹھکانوں میں پناہ لیں گے۔ کھانے پینے کا سامان ساتھ ہوگا۔ مگر وہ کم پڑ جائے گا۔ اس وقت ایک بیل کے سر کو سو دینار سے بہتر سمجھا جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے مسلمان اپنی تکلیف دفع کرنے کے لئے حق تعالیٰ سے دعاء کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر وبائی صورت میں ایک بیماری بھیجیں گے اور پھر یاجوج ماجوج تھوڑی دیر میں سب کے سب مر جائیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کوہ طور سے نیچے آئیں گے تو دیکھیں گے کہ زمین پر ایک بالشت جگہ بھی ان کی لاشوں سے خالی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ بہت بھاری بھرکم پرندوں کو بھیجیں گے جن کی گردنیں اونٹ کی گردن کی مانند ہوں گی اور ان کی لاشوں کو اٹھا کر اللہ کی مرضی کے مطابق کسی جگہ پر پھینک دیں گے۔

بعض روایات میں ہے کہ دریا میں ڈالیں گے۔ پھر حق تعالیٰ بارش برسائیں گے۔ کوئی شہر یا جنگل ایسا نہ ہوگا جہاں بارش نہ ہوگی۔ ساری زمین شیشہ کی مانند صاف ہو جائے گی۔ پھر حق تعالیٰ زمین کو حکم فرمائیں گے کہ اپنے پیٹ سے پھلوں اور پھولوں کو اگا دے اور اپنی برکات کو ظاہر کر دے کہ ایک انار ایک جماعت کے کھانے کے لئے کافی ہوگا اور لوگ اس کے چھلکے کی چھتری بنا کر سایہ حاصل کریں گے اور دودھ میں اس قدر برکت ہوگی کہ ایک اونٹنی کا دودھ ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ ایک قبیلہ کے سب لوگوں کو کافی ہوگا اور ایک بکری کا دودھ پوری برادری کو کافی ہوگا۔

یہ غیر معمولی برکات اور امن وامان کا زمانہ چالیس برس رہنے کے بعد قیامت کا وقت آ جائے گا۔ اس وقت حق تعالیٰ ایک خوشگوار ہوا چلائیں گے جس کی وجہ سے سب مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے ایک خاص بیماری ظاہر ہو جائے گی اور سب کے سب وفات پا جائیں گے اور باقی صرف شریر و کافر رہ جائیں گے جو زمین پر کھلم کھلا حرام کاری جانوروں کی طرح کریں گے۔ ایسے ہی لوگوں پر قیامت آئے گی۔

یورپی سازش ...... فلم فتنہ

آخر بلی تھیلے سے باہر آ گئی!

ساجد اعوان

ارشاد باری تعالیٰ ہے:’’یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون ۰ الصافات:۸ ‘‘﴿(کافر) چاہتے ہیں کہ بجھادیں نور خدا کا ساتھ مونہوں اپنے کے۔اور (آخر کار) اللہ اپنے نور (دین) کو غالب کرے گا۔ چاہے یہ کافروں کو برا ہی لگے۔﴾

ہالینڈ کے شرپسند ممبر پارلیمنٹ گیرٹ ورلڈ کی فلم ’’فتنہ کتاب اللہ‘‘ اسلام کے خلاف ایک شرانگیز مہم ہے جو اہلیان یورپ کو قرآن، اسلام، خدا اور رسول ﷺ سے دور رکھنے کی ایک سعی لاحاصل ہے۔

اس فلم میں قرآنی آیات کو انتہائی متعصبانہ انداز میں ان کے مطالب ومفاہیم کے برعکس ان کے سیاق وسباق سے الگ کر کے ایسے بھونڈے انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ جہالت بھی سر پیٹ کر رہ گئی۔

اہل اللہ کا کہنا ہے کہ یہ صدی اسلام کی صدی ہے۔ اکیسویں صدی میں اسلام اقوام عالم پر غالب ہوگا۔ 80 کی دہائی میں یورپین دانش ور عجیب خوش فہمی میں مبتلا تھے اور برملا یہ چیلنج کیا کرتے تھے کہ مسلمانو کچھ بھی کر لو تمہاری آئندہ نسل ہماری ہے۔ لیکن 90 کی دہائی کا نقشہ اور تھا۔ یورپین جو آزادی کے نام پر بے راہ روی کی تمام حدود سے گزر چکے تھے۔ ہپی ازم بھی جہاں دم توڑ چکا تھا اور جہاں ننگ انسانیت میں ان کے لئے اور کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی۔ ذہنی سکون اور قلبی راحت کے حصول کے لئے اسلام کے دامن میں جوق در جوق آنے لگے۔ پانچ سالوں میں تین لاکھ امریکیوں نے اسلام قبول کیا۔

امریکہ میں (1990-1995) پانچ سالوں میں ساڑھے تین لاکھ امریکی قیدیوں نے اسلام قبول کیا۔ ڈاکٹر عبدالمجید صولت نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے میں لکھا ہے کہ امریکہ میں چھبیس ہزار جیلوں میں ساڑھے تین لاکھ امریکی قیدیوں نے اسلام قبول کیا ہے اور امریکی حکومت کو ان کے لئے جیلوں میں ساڑھے آٹھ سو مسجدیں بنانا پڑیں اور ساڑھے آٹھ سو علماء متعین کرنے پڑے اور حلال گوشت کا انتظام کرنا پڑا۔

ایک امریکی گلوکار نے قرآن پاک کو اپنے فن موسیقی پر بجانا شروع کیا۔ آیات کا ردھم (لے اور روانی) جب اس نے ہم وزن پایا تو بجاتے بجاتے اس نے پورا قرآن اپنے فن موسیقی پر بجا ڈالا۔ لیکن اسے ایک بھی لفظ بے وزن نہ ملا۔ وہ اسی دھن میں بجاتا رہا کہ (معاذ اللہ) قرآن میں سے لے اور روانی کی غلطی نکالوں گا۔ بالآخر بزعم خود اس نے ایک لفظ ڈھونڈ نکالا جو اس کے فن کے اعتبار سے قرآن پاک میں بے وزن نکلا تھا۔ سورۃ الغاشیہ آیت نمبر بیالیس میں لفظ ’’بمصیطر‘‘ اب اس کے ذہن میں ایک سوال نے جنم لیا۔ جبکہ پورا قرآن ہم وزن ہے تو یہ ایک لفظ بے وزن کیونکر ہو سکتا ہے؟۔

اس نے تحقیق شروع کی۔ علماء اور دانشوروں سے ملا۔ ہر ایک نے اسے اپنے اپنے انداز میں سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر اس کی سوئی اٹکی رہی اپنے ہی ”وزن“ (لے اور روانی) پر۔ بالآخر وہ جامعۃ الازہر مصر جا پہنچا۔ وہاں اس نے یہ مسئلہ رکھا کہ میرے فن کے اعتبار سے اس لفظ ”بمصیطر“ کو تھوڑا سا باریک ہونا چاہئے تھا۔ جبکہ یہ تھوڑا سا موٹا اٹھتا ہے۔ شیخ الازہر نے اس کی بات بڑی سنجیدگی سے سنی اور کہا کہ آپ لفظ ”بمصیطر“ کو حرف ”ص“ کے ساتھ پڑھتے ہیں؟۔ اس نے کہا کہ ”ص“ ہی لکھا ہوا ہے۔ شیخ الازہر نے اس سے کہا اس ”ص“ کے عین نیچے ایک حرف ”س“ لکھا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لکھا تو ”ص“ سے جائے گا۔ لیکن پڑھا ”س“ سے جائے گا۔ اب اسے بجا کر دیکھو۔ اس نے اب کے بجایا تو بالکل ہم وزن پایا تو وہیں کھڑے کھڑے اس نے اعلان کیا ”ذالك الكتاب لاريب فيه“ اور اسلام قبول کرلیا۔ اس کا اسلامی نام محمد یوسف رکھا گیا تھا۔ اس کے ساتھ اب تک ہزاروں عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔

طلوع ہوتے سورج کو کون روک سکا ہے۔ روشنی اور خوشبو کے ان سلسلوں کو، پورے عالم کے کناروں کو منور اور معطر کرنا ہے۔ گیرٹ ورلڈ کو بس یہی ایک امر ناگوار ہے اور یہی اس کی بدقسمتی ہے۔ اس تکلیف کا علاج مخالفت برائے مخالفت نہیں ہے۔ یہ تو سورج کو انگلی کے پیچھے چھپانے کی حماقت ہے۔ اسے کون تسلیم کرے گا؟۔

گیرٹ ورلڈ کے خیالات کی مخالفت خود اس کے اپنے معاشرے کے لوگوں نے کی ہے۔ چنانچہ مارک سام کی رائے ایک ویب سائٹ پر جاری کی گئی ہے جو کہتے ہیں:

”قرآن خدا کے الفاظ پر مبنی ہے۔ اگر آپ خدا پر یقین نہیں رکھتے تو یہ دوسرا معاملہ ہے۔ اگر خدا کی سچائی دیکھنی ہو تو انسان خود اپنے آپ کو دیکھے اور پھر پوری کائنات پر غور کرے۔ قرآن تو مسلمانوں ہی کے لئے نہیں عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے بھی بہترین معلوماتی ذریعہ ہے۔ گیرٹ ورلڈ کو کون جانتا ہے۔ شاید وہ مذہب بالخصوص اسلام کو برا بھلا کہہ کر شہرت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات خود انتہائی ناشائستہ اور غیر جمہوری ہے۔ اگر آپ جانور نہیں ہیں اور انسان ہیں تو دوسروں کے خیالات اور اعتقادات کا احترام کرنا سیکھیں۔“

مسٹر ”کے“ نے گیرٹ ورلڈ کو مشورہ دیا ہے کہ: ”کیا تم لوگ اس قسم کی مذہبی لڑائیوں سے تنگ نہیں آ گئے ہو۔ بس کرو۔ کافی ہو چکا۔ ہم کیوں اس دنیا میں ساتھ ساتھ نہیں رہ سکتے۔ بے وقوفی بچپنا چھوڑو اور بالغ ہو جاؤ۔“

ایکو سکلی نے لکھا ہے کہ: ”گیرٹ ورلڈ کو اسلام کا ذرہ برابر بھی علم نہیں۔ وہ اسلام کے خلاف بات کرتا ہے۔ لیکن عقل سے نہیں بلکہ مخالفانہ جذبے سے۔“

گیرٹ کو دنیا بھر میں مطعون کیا جارہا ہے۔ گلی گلی، قریہ قریہ، شہروں شہر، مشرق سے مغرب تک ہر طرف گیرٹ ورلڈ کے اس شیطانی اقدام کو قابل نفرت سمجھا جارہا ہے۔ خصوصاً مسلم امہ کے غم وغصہ اور احتجاج نے اقوام عالم میں اس کے زندہ قوم ہونے کا ثبوت فراہم کردیا ہے۔ ہر طرف سے تف، لعنت اور ملامت کے طوق پالینے کے بعد ہالینڈ کے وزیراعظم اور وزیر خارجہ کو مجبوراً یہ بیان جاری کرنا پڑا:

”اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) ڈچ وزیراعظم اور وزیر خارجہ نے ہالینڈ کے رکن پارلیمنٹ گیرٹ ورلڈ کی

جانب سے بنائی گئی اسلام مخالف فلم پر شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اسے اسلام اور دیگر مذاہب کے خلاف گہری سازش قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مسئلہ مذہب کا نہیں مذہب کو غلط انداز میں استعمال کرنے کا ہے۔ جبکہ مسلمان ممالک سے اپیل کی ہے کہ وہ عوامی جذبات کو دھمکی آمیز اور مزید غصہ کی جانب نہ لے جائیں۔ گزشتہ جمعرات کو ڈچ سفارت خانے سے جاری ہونے والی پریس ریلیز میں ہالینڈ کی جانب سے وضاحتی بیان جاری کیا گیا۔ ہالینڈ سفارت خانے نے ڈچ وزیراعظم کی جانب سے مزید کہا کہ اس فلم میں نفرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ہم اسلام سمیت پوری انسانیت کے جذبات اور احساسات کا احترام کرتے ہیں۔ ہالینڈ وزیر خارجہ کی طرف سے اسلامی کانفرنس تنظیم او آئی سی ممالک کے سفیروں کے ساتھ ملاقات اوران کے بیان کی وضاحت کرتے ہوئے سفارت خانے نے کہا کہ ڈچ حکومت فلم پر مسلمانوں کے جذبات اور تشویش سے پوری طرح آگاہ ہے۔‘‘

(روزنامہ ایکسپریس اسلام آباد 12 اپریل 2008ء)

ایک فتیح عمل اور اس کا ایمان پرور رد عمل اپنی جگہ۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گیرٹ ورلڈ نے یہ فلم کیوں بنائی؟ اس کے پس پردہ محرکات کیا ہیں اور گیرٹ ورلڈ کے اصل مقاصد کیا تھے؟۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مغربی تہذیب کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور گیرٹ ورلڈ اور اس جیسے بے شمار لوگ یورپ اور امریکہ میں تیزی سے پھیلتے ہوئے اسلام اور اسلامی نظریات سے بری طرح خائف ہیں۔ گیرٹ ورلڈ کے ایک امریکی ہم خیال نے فلم کی ریلیز کے موقع پر اسے مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔ جس سے ان کے اندر کا چھپا ہوا چور سامنے آتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

’’تمام مسلمانوں کو یورپ امریکہ اور آسٹریلیا سے لات مار کر باہر پھینک دینا چاہئے۔ ورنہ وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ہم سب کی طرف سے گیرٹ ورلڈ اور اس کی ٹیم کو مبارکباد۔‘‘

حقیقت یہ ہے کہ گیرٹ ورلڈ اور اس کے ہم خیال اسلام کے مقابلے میں ذہناً مات تسلیم کرچکے ہیں۔ وقت ہاتھ سے نکل جائے گا۔ چہ معنی دارد؟۔ مردہ در دست زندہ۔ ان بیچاروں کے پاس اب اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام (فداہ ابی امی وروحی) ﷺ کے خلاف اپنے معاشرے میں بدگمانیاں پیدا کر کے شیطانی جرم میں شریک ہورہے ہیں۔ جو کسی بھی طرح انسانیت کی خدمت نہیں کہلائے گی۔ گیرٹ ورلڈ اور اس کی پارٹی کو اپنے اور اپنے معاشرے کے لئے دین اسلام سے کیسے خطرات لاحق ہیں اور وہ اس قدر پریشان کیوں ہیں؟۔

اس کا اظہار فلم فتنہ میں جابجا کیا گیا ہے۔ انہوں نے انتہائی مبالغہ آمیز انداز میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی اور مسلم معاشرے کے افراد اسی طرح بڑھتے رہے تو مغربی اقوام کی معاشرتی زندگی کا کیا بنے گا؟۔ جو بے راہ روی کی حد تک آزادی کے عادی ہوچکے ہیں۔

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اس فلم کے ایک منظر میں ہالینڈ میں دو مسلمان سپاہی دکھائے جاتے ہیں جو مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور اپنی ٹوپی اور پیٹی اتار کر وضو کرتے ہیں اور ایک مسلمان سے کہلوایا جاتا ہے کہ اگر میری ماں یا بہن کسی سے بدکاری کرے تو میں اسے قتل کردوں گا۔ فلم میں اس بات

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM

پر افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے اور یورپی معاشرے کو ان نظریات سے ڈرایا جاتا ہے۔ ہالینڈ میں مسلمانوں کی آبادی اور اعداد وشمار دکھا کر اپنے بے بسی کا رونا رویا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ 1090ء میں ہالینڈ میں کل 54 مسلمان آباد تھے۔ 1980ء میں یہ تعداد 1399 تک پہنچ گئی۔ جبکہ 1990ء میں ہالینڈ کے مسلمانوں کی تعداد 45800 تھی۔ 2004ء میں مسلمانوں کی تعداد نو لاکھ چوالیس ہزار سے تجاوز کر چکی تھی۔ جو اسی رفتار کیساتھ مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اعداد وشمار کے بغیر بتایا جاتا ہے کہ یورپ کے تمام ممالک میں مسلمانوں کی تعداد میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہورہا ہے۔ پھر اس خدشے کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اگر یہ تعداد اسی رفتار کے ساتھ بڑھتی رہی تو ہالینڈ اور یورپ کا کیا بنے گا؟۔

اب ایک اور عملی بداخلاقی سے پردہ اٹھتا ہے اور ان کے کلچر کی بات لائی جاتی ہے۔ دو نوجوانوں کی تصاویر دکھائی جاتی ہیں جنہیں ایرانی انقلاب کے بعد اس بنا پر موت کی سزا دی گئی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بدکاری کیا کرتے تھے۔ پھر فلم کے پس منظر میں اس پر بھی افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اگر مسلمان یورپ میں آ گئے تو گے کلچر کا کیا بنے گا؟۔ آپ جانتے ہوں گے کہ یورپ کے بعض ممالک میں لڑکے کو لڑکے سے شادی کرنے پر قانونی تحفظ حاصل ہے۔

یہ ہے وہ بلی جو مغربی معاشرے کے تھیلے میں چھپی بیٹھی ہے۔ ان کے من کا چور، تزکیہ نفس اور اصلاح معاشرہ میں حائل ہے اور یہی وہ کتا ہے جو جب تک کنویں میں سے نہ نکالا جائے گا پانی پاک نہ ہوگا۔

گیرٹ ورلڈ رونا روتا ہے شیطانی اقدار کی بقا کا۔ ان کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں بدتہذیبی اور بے راہ روی کے اور چشم عالم نے دیکھا کہ شیطان کا یہ سفیر اس بازی میں چاروں شانے چت پڑا ہے۔

کون نہیں جانتا انسانی شرف اور معراج کیا ہے اور نفسانی خیالات سے چھٹکارا کیونکر ضروری ہے؟۔ یہ اکیسویں صدی ہے۔ یہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہے گا۔ گیرٹ ورلڈ اور اس کے ہم خیالوں پر صد ہزار لعنت اور زندہ دلوں کی تسکین کے لئے کیا یہ بات ہی کافی نہیں:

عرفی تو میندیش ز غوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

مولانا پیر حکیم عبداللطیفؒ اٹھارہ ہزاری کا انتقال

مرحوم حضرت اقدس شیخ التفسیر جامع طریقت وشریعت حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی (نور اللہ مرقدہ) شجاع آبادی کے مسترشد اور حضرت مولانا غلام حبیب نقشبندیؒ چکوال کے مجاز تھے۔ اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ میں دینی ادارہ اور خانقاہ چلا رہے تھے۔ طب بطور پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ گذشتہ ماہ ان کا انتقال ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنماؤں مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا عزیز الرحمن ثانی نے ان کے پسماندگان سے تعزیت کی اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔

شیخ الحدیث مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کا سانحہ ارتحال!

مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے زیر اہتمام ۱۲ جولائی ۲۰۰۹ء سنٹرل جامع مسجد برمنگھم یو کے میں ۲۴ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے لئے برطانیہ کے پانچ ہفتوں کے سفر پر برمنگھم میں قیام کے دوران شیخ الحدیث مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب کے سانحہ ارتحال کی افسوسناک خبر سنی۔ مولانا قاری سعید الرحمٰن ۶ رجولائی ۲۰۰۹ء بروز پیر دن ساڑھے گیارہ بجے ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ ۱۵ ر اپریل ۱۹۳۵ء کو سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز اور مظاہر العلوم سہارنپور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے آپ صاحبزادے تھے۔ قرآن مجید آپ نے ہردوئی انڈیا میں حفظ کیا۔ جہاں مولانا شاہ ابرار الحقؒ نے مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ ابتدائی دینی تعلیم بھی آپ نے انڈیا مظاہر العلوم اور دیگر اداروں میں حاصل فرمائی۔ پاکستان بننے کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ جامعہ خیر المدارس ملتان میں تشریف لائے۔ تب مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب نے یہاں پر مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا عبدالقدیر مومن پوریؒ جیسے اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ دارالعلوم ٹنڈو الہ یار خان میں مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت بنوریؒ اور اپنے والد گرامی سے دورہ حدیث پڑھا۔

مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کا آبائی گاؤں بہودی علاقہ چھچھ ضلع اٹک تھا۔ آپ نے ۱۹۷۰ء میں جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر میں قائم کیا۔ اپنے خاندانی پس منظر اور ذاتی طور پر اپنے دور کے اہل علم کی آنکھوں کا آپ تارہ تھے۔ چنانچہ شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ ایسے اکابر کا راولپنڈی میں قیام آپ کے جامعہ میں ہوتا تھا۔

مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے۔ مولانا مفتی محمودؒ کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ جمعیت سے وابستہ رہے۔ آپ نے متعدد بار اپنے علاقہ چھچھ سے الیکشن میں حصہ لیا۔ محکمہ اوقاف کے صوبائی وزیر بھی رہے اور ضیاء الحق کی شوریٰ کے رکن بھی۔ اپنے علاقہ میں خوانین کی رعونت اقتدار کے سامنے آپ سد سکندری بنے رہے۔ پورے علاقہ کی دینی قیادت کو متحد کر کے سیاسی مذہبی قوت بنا کر جاگیرداروں، خوانینکے خواب وخور کو پریشان کر دیا۔ یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ آپ نے دم واپسیں تک علاقہ کے علمائے کرام کو متحد رکھا۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے دور امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے قیام کے لئے پارک ہوٹل راولپنڈی کا انتخاب بھی آپ کا مرہون منت ہے جو آپ کے جامعہ اسلامیہ کے بالکل قریب تھا۔ اس حوالہ سے اس وقت کی تمام مرکزی قیادت کے شانہ بشانہ تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جنرل محمد ضیاء الحق

سے امتناع قادیانیت قانون پاس کرانے میں آپ کا بھی حصہ ہے۔ مشرف کے غیر شریفانہ دور میں آپ نے پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے اسلام آباد، راولپنڈی میں تحریک کو پروان چڑھایا۔ اپنے علاقہ چھچھ میں طوفانی دورے کئے۔ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عبدالسلام حضروی، مولانا قاضی ارشد الحسینی کے ساتھ پورے علاقہ کو سراپا تحریک بنادیا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا عبیدالرحمٰن مرحوم کا مستقل قیام برطانیہ تھا۔ آپ کے اکثر و بیشتر وہاں کے سفر ہوتے تو ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں ضرور شرکت فرماتے۔

۳۰؍مارچ ۲۰۰۹ء کو آپ کی زیر صدارت آپ کے جامعہ میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ آپ کی دعوت پر راولپنڈی، اسلام آباد کے سینکڑوں علماء کرام جمع ہوئے۔ اسی اجلاس میں آپ کی تحریک پر ۳؍اپریل کے جمعہ پر راولپنڈی، اسلام آباد کی جامع مساجد میں یوم ختم نبوت منایا گیا۔ ۲۷؍اپریل کو راولپنڈی لیاقت باغ میں ختم نبوت کانفرنس کرنے کا آپ کی زیر صدارت فیصلہ ہوا۔ (یہ کانفرنس آخری مرحلہ پر منظوری نہ ملنے کے باعث ملتوی کرنا پڑی) فقیر راقم کی ۳۰؍مارچ کے اجلاس میں آپ سے آخری ملاقات ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو دل کی تکلیف ہوئی۔ سی۔ ایم۔ ایچ میں بائی پاس ہوا۔ کافی عرصہ زیر علاج رہے۔ یہیں پر ہی ۶؍جولائی کو پیام اجل کو لبیک کہا۔

قاری صاحب مائل بہ درازی قد، خوب ڈیل ڈول والا جسم۔ سرخ و سپید رنگ، عقابی نظریں، کشادہ پیشانی، کھلا گول چہرہ، سنت نبویؐ کی اس پر بہار، چلنے میں وقار، گفتگو میں علمی متانت، عالی ظرف، وسیع دماغ، دوستوں کے دوست، محبت کرنے والی ہردلعزیز شخصیت، آپ کی وسیع العلم شخصیت راولپنڈی، اسلام آباد کے دینی حلقہ کے لئے قابل احترام مرکزیت کا درجہ رکھتی تھی۔ ان کی ذات سے اکابر علماء حق کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگ جاتا تھا۔ بہت عالی اقدار کے حامل تھے۔ اپنے والد مرحوم کے علمی مقام کے صحیح اور بجا طور پر وارث تھے۔ عرصہ سے اپنے جامعہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر رونق افروز تھے۔

مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالمنان ہزارویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا قاری محمد امینؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، مولانا محمد رمضان علویؒ، مولانا محمد عبداللہؒ صاحب کے بعد اس علاقہ میں، بالخصوص راولپنڈی، اسلام آباد میں سب سے بڑی دینی شخصیت تھے۔ علم و فضل و قیادت و سیاست کا مظہر تھے۔ وہ کیا گئے سب بہاروں پر خزاں چھا گئی۔ بھبودی میں انتقال کے روز رات ساڑھے دس بجے آپ کے صاحبزادہ مولانا قاری عتیق الرحمٰن نے جنازہ پڑھایا۔ اپنے والد گرامی مولانا عبدالرحمٰنؒ اور برادر کبیر مولانا عبیدالرحمٰن کے پہلو میں ابدی نیند سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

پیر جی عبدالوحیدؒ کی وفات

قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز پیر عبداللطیفؒ چیچہ وطنی کے فرزند ارجمند پیر جی عبدالوحید گزشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال فرماگئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں حضرت اقدس خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مرحومین کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعاء کی۔

حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا

تلونڈی تحصیل نکودر ضلع جالندھر کی آرائیں فیملی کے چشم و چراغ مولانا محمد علی جانبازؒ تھے۔ جو پہلے مجلس احرار اور پھر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے۔ بہت ہی محنتی و جفاکش درویش منش رہنما تھے۔ تقسیم ہند کے بعد سمندری ضلع فیصل آباد بخاری مسجد کے خطیب رہے۔ مرحوم کے صاحبزادگان میں سے مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ نے بڑا نام و مقام پایا۔ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ شہادت کے عالی مرتبہ سے سرفراز ہوئے۔ ان کے برادر مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ بھی ۱۶؍جولائی ۲۰۰۹ء کو دل کے دورہ سے داغ جدائی دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

فقیر راقم الحروف برطانیہ کے سفر سے ۱۶؍جولائی کو واپس آیا۔ اپنے گھر آرام کے لئے تین دن عمداً کلیۃً فون بند رکھا۔ چوتھے روز فون آن کیا تو یکے بعد دیگرے مختلف میسج ملے۔ ان میں ایک دل کو بیبیج دینے والا میسج مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ کے انتقال کا بھی تھا۔ مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ نے گوجرانوالہ میں ۱۶؍جولائی کو بعد از ظہر مسلسل ڈیڑھ گھنٹہ عقیدہ حیات النبیؐ پر دھواں دھار خطاب کیا۔ گرمی کی حدت و شدت سے نڈھال، پسینہ سے شرابور، اختتام بیان پر مسجد کے ہال سے برآمدہ مسجد میں آئے تو دل کے درد سے دراز ہوگئے۔ ایمبولینس منگوائی گئی۔ ہسپتال لیجایا گیا۔ لیکن وہ جانبر نہ ہوسکے۔ آپ کے بیان کے بعد مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ کا خطاب شروع تھا کہ ان کے انتقال کی خبر آگئی۔ عشاء کے بعد نصرۃ العلوم میں نماز جنازہ حضرت تونسوی مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جنازہ سمندری لایا گیا۔ اگلے روز سمندری میں نماز جنازہ کے بعد والد گرامی مرحوم کے پہلو میں سپرد خاک ہوگئے۔ رحمته الله عليه، رحمته واسعة!

مولانا عطاء الرحمٰنؒ، دراز قد، چٹا رنگ، زلف دراز، کشادہ چہرہ، چھریرا بدن، سفید لباس، درویش فاقہ مست طبیعت، مجذوبانہ بھولی بھالی چال ڈھال، مختلف پتھروں کی بجی ہوئی انگوٹھیوں سے لدی پھدی دراز انگلیاں، پان کے رسیا، مسکرانے میں سخی، دل کے غنی اور صاف، سر پر سندھی ٹوپی، سرخ مہندی سے رنگا رنگ داڑھی و سر، عموماً سندھی اجرک سردیوں میں لئے ہوئے، گرمیوں میں کندھے پر لٹکائے ہوئے، قلندرانہ چال کے حامل، قہقہہ کے وقت پورے جسم پر بجلی کا سماں طاری، پریشانی میں محبوبانہ ادا سے دنیا و مافیہا سے گم سم اور اللہ تعالیٰ سے نیازمندی میں مصروف ہوجانے والے رہنما، معقول بات ماننے سے کبھی دریغ نہ کرتے، خطاب واجبی، آواز سریلی، اردو، پنجابی نما، دوران بیان پورا زور لگانے کے عادی، گفتگو میں سوز و ساز رومی کی بجائے پیچ و تاب رازی کے خوگر، جفاکش، سادہ مگر پروقار زندگی۔ یہ تھے مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ۔ باپ جانباز۔ بیٹا شہباز۔ بھائی (مولانا ضیاء الرحمٰن) دلگداز سب پر اللہ کی رحمت ہو۔

۱۹۶۸ء میں فقیر کا مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ کے طور پر لائل پور (فیصل آباد) میں تقرر ہوا۔ تب

کھرڑیانوالہ میں مجلس کے مبلغ مولانا سید ممتاز الحسن گیلانیؒ اور سمندری میں مجلس کے مبلغ مولانا محمد علی جانبازؒ تھے۔اس زمانہ میں مولانا عطاء الرحمٰنؒ جامعہ رشیدیہ میں زیر تعلیم تھے۔دارالعلوم کبیروالا میں بھی پڑھے اور خیرالمدارس ملتان میں دورہ حدیث کیا۔فراغت پر والد صاحب کی زیرنگرانی سمندری میں خطابت کے جوہر دکھائے۔پھر یکدم معلوم ہوا کہ گلگت چلے گئے۔وہاں بہت عرصہ رہے۔ایک بار قادیانی تنازعہ کے حل کے لئے شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف امیر مجلس اسلام آباد کی سربراہی میں فقیر راقم کو گلگت کے سفر پر جانے کا اتفاق ہوا۔تب وہاں جتنے دن قیام رہا شب وروز سایہ کی طرح ساتھ رہا۔

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ نے اپنے والد کے وصال کے بعد بخاری مسجد کی اوقاف کے تحت خطابت قبول کی۔آگے چل کر ملک بھر کی جماعتی مصروفیات، تبلیغی، ملکی وغیر ملکی دوروں کے باعث خطابت سمندری کو خیرباد کہا تو مولانا عطاء الرحمٰنؒ گلگت سے واپس آکر سمندری اسی مسجد کے خطیب مقرر ہوگئے۔گویا والدگرامی اور برادر محترم کی جانشینی سنبھال لی۔مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ کی شہادت کے بعد ان کی جماعت میں شمولیت اختیار کی تو مرکزی شعبہ تبلیغ کے نگران بن گئے۔اب مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ سے مولانا عطاء الرحمٰن شہباز فاروقیؒ کے طور پر جانے پہچانے لگے۔اس دوران ان سے بہت ہی محبت کا تعلق رہا۔وہ فقیر کو چچا اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو بھائی جان کہتے تھے۔عمر اور منصب کے اعتبار سے یہ رشتہ جوڑ نہ کھاتا تھا۔ایک دن عقدہ کشائی کے لئے پوچھ لیا کہ یہ کیسے؟۔تو گویا ہوئے کہ آپ میرے والد کے ساتھ رہے اس لئے چچا ہوئے۔میں مولانا محمد علی جالندھریؒ کی گود میں پلا ہوں اور ان کو بچپن میں ابا جان کہتا تھا اس لئے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری بھائی جان ہوگئے۔راقم نے کہا کہ پھر تو میں آپ کے صاحبزادوں کا دادا ہوا۔فرمایا کیوں نہیں۔راقم نے عرض کیا کہ کیا صاحبزادے یہ مانتے بھی ہیں۔فرمایا یہ محبت کے رشتے آپ کی اور ہماری ذات تک ہیں۔رہی اولاد وہ تو خود باپ بننے کے چکر میں ہے۔اس صحیح اور حاضر جوابی سے خوب دونوں طرف قہقہہ پڑا۔

ایک بار چناب نگر میں سالانہ کانفرنس پر رات گئے تشریف لائے۔فقیر مہمانوں اور سٹیج کے کاموں میں گھرا ہوا، نہیں بلکہ گرفتار حالت میں تھا۔اورنگزیب اعوان آئے اور مولانا کی تشریف آوری کا مژدہ سنایا۔عرض کی بٹھائیں، کھانا کھلائیں۔فقیر ابھی حاضر ہوتا ہے۔اگلے منٹ پر پھر وہ آدھمکا کہ مولانا فرماتے ہیں۔ابھی بیان کرنا ہے۔میں نے عرض کیا کہ اس وقت مقررین کا رش ہے۔کل جمعہ کے بھرپور اجتماع میں بیان ہوگا۔وہ پیغام لے کر گیا۔کچھ دیر بعد فقیر حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ انہیں جلدی تھی۔وہ تو نو دو گیارہ ہوگئے۔

دوسرے روز فیصل آباد کے ایک روزنامہ میں ان کے نام سے بیان چھپا ہوا پڑھا کہ کانفرنس میں مشن جھنگوی کو نظرانداز کردیا گیا۔فوراً ماتھا ٹھنکا کہ بیان نہ ہوسکنے کا انتقام لیا ہے۔راقم نے خاموشی بلکہ ڈروٹ لیا۔کافی عرصہ بعد سندھ کے سفر سے ملتان دفتر تشریف لائے۔لائبریری میں راقم کام کر رہا تھا۔دروازہ میں داخل ہوتے ہی ہاتھ باندھ کر فرمایا۔چاچا معافی مانگنے آیا ہوں۔اتنا عرصہ مار سے ڈرارہا۔فقیر نے اس ادا پر جھک کر سلام کیا۔معانقہ ہوا۔پوچھا کیا پروگرام ہے۔کہا نہانا ہے، کھانا ہے، آرام کرنا ہے اور لائبریری کی اس الماری کے پاس

نشست گاہ بنادیں۔ جہاں ہمارے فریق ثانی کی اصل کتب ہیں۔ یہاں کام کرنا ہے۔ کاغذ گتہ پر لگا کر رکھ دیں۔ شام تک قیام ہوگا۔ رات کو ملتان میں کانفرنس سے خطاب کرنا ہے۔ پھر رات ہی سفر ہوگا۔

ایک سانس میں اتنی تفصیل سے ایسی بے تکلفی پر لطف ہی آ گیا۔ میں نے کہا کہ نشست گاہ کے ساتھ پان کے لئے اگال دان کا رکھنا بھول گئے۔ پوری توانائی سے قہقہہ مارا کہ لائبریری کا حال گونج اٹھا۔ راقم نے عرض کیا پہلے غسل کر لیں۔ باقی انتظام میں کرتا ہوں۔ کپڑے بدلنے کے لئے بیگ کھولا نئی اجرک نکالی اور یہ کہہ کر پیش کی کہ یہ آپ کی خدمت میں ہدیہ۔ راقم نے لے کر آنکھوں پر رکھا، سینہ سے لگایا، قبول ہے۔ تہہ کر کے ان کے بیگ میں رکھ دی کہ اب یہ میری طرف سے آپ کے صاحبزادہ کے لئے ہدیہ۔ مان گئے، نہادھو، کپڑے بدل کر پرفیوم لگا کر شہزادے بن گئے۔ اتنی دیر میں کھانا لگ گیا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ کھانا شروع ہوا۔ تو فرمایا کہ قادیانیوں کے خلاف کام کرتے ہیں۔ یہ جو بارہ کو نبی مانتے ہیں ان کے خلاف کیوں نہیں کام کرتے۔ راقم نے عرض کی وہ تو آپ کر رہے ہیں۔ فرمایا لیکن آپ بھی تو کریں۔ راقم نے تفنناً کہا کہ وہ ان کو نبی نہیں مانتے۔ نہ ہی نبوت کو جاری مانتے ہیں۔ امام کے لئے نبی کا لفظ یا نبوت جاری راقم، یہ کہیں ان کی کتب سے ایک حوالہ دکھادیں۔ تو ابھی سر جھکا لوں گا۔ لیکن جو میرے دعویٰ کے لفظ ہیں۔ حوالہ میں اس کی رعایت و پابندی ضروری ہے۔ فوراً پکار اٹھے کہ ہاں ایسا تو ان کی کتب سے حوالہ میری نظر سے نہیں گذرا۔

لیکن وہ ائمہ معصوم مانتے ہیں۔ راقم نے کہا کہ ہر نبی معصوم ہوتا ہے۔ لیکن ہر معصوم نبی نہیں۔ جیسے بچے معصوم ہیں۔ لیکن نبی نہیں، فرشتے معصوم ہیں۔ لیکن نبی نہیں۔ غیر نبی کے لئے دعویٰ معصومیت کو غلط کہیں کہ یہ غلط عقیدہ ہے۔ لیکن اس سے دعویٰ نبوت، یا نبوت کے اجراء کی دلیل لانا تو غلط ہے۔ فرمایا وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا۔ راقم نے عرض کیا کہ وہ خواب کی بات ہے۔ خواب سے کسی کے عقیدہ پر دلیل لانا کیسے صحیح ہے۔ فرمایا وہ حضرت مولانا علی میاںؒ نے لکھا۔ راقم نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ، شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ نے فلاں فلاں مرحلے پر ان سے اتحاد کیا۔ تو پھر اس پر کیا فرمائیں گے۔ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ ابھی اطمینان نہیں ہوا۔

راقم نے عرض کیا مولانا محترم! غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا، غیر نبی کو معصوم کہنا، غیر نبی کو حلال وحرام کا مالک ماننا غلط عقیدہ ہے۔ اس کی ضرور تردید کریں۔ لیکن ائمہ کے لئے انہوں نے نبی کا لفظ کہیں نہیں لکھا۔ نبوت جاری ماننے والے کو وہ کافر کہتے ہیں۔ اس لئے وہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے باعث اسے کافر مانتے ہیں۔ اب ان کو ختم نبوت کا منکر کہنا یا قادیانیوں کی طرح کافر کہنا اس سے قادیانیوں کا کفر ہلکا کرنا ہے۔ جو بجائے خود صریح زیادتی ہے۔ آپ اور وجوہ سے جو چاہیں فتویٰ دیں۔ ہمیں غرض نہیں لیکن وہ بارہ وجہ سے، قادیانی ایک وجہ سے، جب کہتے ہیں تو قادیانیوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔ فرمایا بالکل صحیح۔ اب اطمینان ہوا کہ ایسے نہیں کہنا چاہئے۔ اپنے رفقاء سے بات کروں گا۔

اتنے میں کھانے سے فارغ ہوگئے۔ بستر لگا تھا۔ نشست گاہ بنی تھی۔ کاغذ گتہ موجود، اگال دان حاضر، وہیں دراز ہوگئے۔ راقم نے لائبریری ان کے سپرد کی۔ خود دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ گھنٹہ، دو، بعد جو دیکھا کتابوں

پر جھکے ہوئے بکھرے بال، موٹا مار کر سفید کاغذ پر دھڑا دھڑ موٹا موٹا لکھا جا رہا ہے۔ عنوان، حوالہ، دوسطری تبصرہ نیچے اپنا نام، فون نمبر، صدر شعبہ تبلیغ فلاں، صفحہ ختم۔ راقم نے عرض کیا: حضرت یہ کیا؟۔ اجی مولانا ایک ایک صفحہ ایک ایک حوالہ دومنٹ میں پڑھ لیں گے۔ کارکنوں کو کچھ تو یاد رہ جائے گا۔ ذہن سازی ہوگی۔ خدمت ہے۔ فقیر اس حالت سے بہت متاثر ہوا کہ مشن سے اخلاص کی دلیل تھی۔ لو صاحب! پانچ چھ حوالوں پر پانچ چھ ہینڈ بل تیار ہوگئے۔ سینکڑوں فوٹو کروائے۔ بیگ میں رکھ لئے۔ کیا درویش تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے۔

اب کے پچھلے سال گھر جا کر درخواست گذاری، کانفرنس چناب نگر پر تشریف لائے۔ بڑی اہمیت سے بیان کرایا۔ انہوں نے دوران خطاب کسی کتاب کے حوالہ فرمادیا کہ سب سے پہلا مدعی رسالت ابن سبا تھا۔ اس جلسہ کو قادیانی سنتے ہیں۔ دشمن کیا کہے گا کہ یہ مؤقف صراحتاً خلاف واقع جیسا کہ بخاری شریف سے ثابت کہ مدعی نبوت کاذبہ مسیلمہ کذاب تھا۔ جس نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا۔ ابن سبا وہ تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور کی بات تھی۔ دشمن اپنے لوگوں میں بیٹھ کر مذاق اڑائے گا۔ فوراً راقم نے تصحیح کر کے دشمن کا منہ بند کرنا اپنے خیال میں ضروری سمجھا۔ کچھ عرصہ بعد ملنا ہوا تو فقیر نے عرض کیا کہ آپ نے اس دن کیا فرمادیا تھا؟ فوراً فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے واقعی غلطی ہوئی تھی۔ اس صاف بیانی پر وہ مبارک باد کے مستحق تھے۔ فیصل آباد کانفرنس کے لئے دعوت نامہ دروازہ پر جا کر پیش کیا۔ گھر سے نکلتے ہی فرمایا کہ ابھی سوچ رہا تھا کہ والد صاحبؒ کے بعد سمندری ختم نبوت کانفرنس نہیں ہوئی۔ اب کرانی ہے۔ فقیر نے وعدہ کرلیا یہ آخری ملاقات تھی۔

ایک دوست نے بتایا کہ ہمارے ہاں چار روزہ دورہ پر آئے تو تہجد پڑھتے اور پھر سجدہ کی حالت میں رو رو کر دعائیں کرتے۔ انہیں میں نے دیکھا۔ واقعی نیک مخلص درویش صفت تھے۔ اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ بہت ساری یادیں رہ گئیں۔ لیکن اب تھک گیا ہوں۔ بس کرتا ہوں۔ بہت ہی دکھے دل سے عرض ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش ان کی کو غلط حقیرانہ انداز میں پیش کر رہے ہیں۔ حیات النبیؐ پر بیان، خانہ خدا میں باوضو، موت، اللہ تعالیٰ ہر محب رسول کو نصیب کریں۔

ڈاکٹر دین محمد فریدی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے روح رواں جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی کی جواں سال بیٹی اور دونواسے ۳۰راگست ۲۰۰۹ء کی سہ پہر کوان کے گھر میں بڑی بے دردی سے قتل کردیا گیا۔ مرحومہ کی شادی پپلاں ضلع میانوالی میں ہوئی۔ مرحومہ اپنے تین بچوں کے ساتھ گھر میں اکیلی تھیں کہ کچھ افراد گھر میں داخل ہوئے اور انہیں چھری کے ساتھ ذبح کردیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! شاید پہچان لینے کی وجہ سے بارہ اور آٹھ سال کے بچوں کو بھی ذبح کردیا گیا اور قاتلوں نے اطمینان کے ساتھ اپنے کپڑے اور پاؤں دھوئے اور بیٹھک کے راستے باہر نکل گئے۔ چار گھنٹے کے بعد واردات کا علم ہوا۔ جس سے پورے شہر میں سراسیمگی پھیل گئی۔ قاتلوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ مرحومہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپور خاص سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور مرکزی دفتر ملتان کے کیشئر جمال عبدالناصر کی ہمشیرہ تھیں۔

ربوہ کی آبادی، عہدوں پر قبضہ اور فوجی تنظیم کس لئے؟

تقریر: مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

جامعہ خیرالمدارس ملتان کا مارچ ۱۹۵۲ء میں سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جامعہ کے بانی حضرت مولانا خیرمحمد جالندھریؒ اور حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا باہمی استاذ وشاگرد کے علاوہ شریک کار کا بھی رشتہ تھا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ خیرالمدارس کے جلسہ کے تمام تر انتظامات میں حضرت مولانا خیرمحمد جالندھریؒ کی زیر سرپرستی ہمہ وقت منہمک ہوتے تھے۔ متذکرہ جلسہ خیرالمدارس میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے خطاب کی مختصر ایک اخباری رپورٹ جو روزنامہ آزاد لاہور کی اشاعت ۲۴؍مارچ ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئی جو یہ ہے۔ (ادارہ)

پنجاب میں تعلیم دین کے مشہور مرکز مدرسہ عربی خیرالمدارس ملتان کا سالانہ اجتماع تین دن جاری رہ کر ختم ہوگیا۔ اس اجتماع میں ملک کے مشہور علماء کرام نے شرکت فرمائی۔ جن میں سے حضرت علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا شبیر علی تھانوی، مولانا احمد علی لاہوری، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے اسماء گرامی بالخصوص قابل ذکر ہیں۔

اجتماع کے آخری اجلاس میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پنجاب نے مرزائیت کے سیاسی عزائم کی وضاحت کرتے ہوئے مرزامحمود کی اس تقریر کا حوالہ دیا جو اس نے ربوہ میں مرزائیوں کے سالانہ اجتماع کے موقع پر کی تھی کہ: ”ہم فتح یاب ہوں گے اور تم مجرموں کے طور پر ہمارے سامنے پیش ہوگے۔“

مولانا نے فرمایا کہ یہ الفاظ اگرچہ مرزامحمود کے منہ سے نکلے ہیں۔ لیکن اس میں زبان چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان کی بول رہی ہے۔ جو پیرس سے محض اس غرض کے لئے پاکستان میں آئے تھے کہ وہ ربوہ میں مرزائیوں کے سالانہ اجتماع میں شرکت کریں۔

آپ نے تقریر جاری رکھتے ہوئے مرزامحمود کی دوسری تقریر کا ذکر کیا۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ: ”۱۹۵۲ء کو گذرنے نہ دیجئے! جب تک کہ احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہوکر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔“ (الفضل ص۳، مورخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء)

مولانا نے مسٹر غلام محمد گورنر جنرل پاکستان اور خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان سے مخاطب ہوکر سوال کیا کہ اگر مرزامحمود کو یہ حق ہے کہ وہ ملک میں ایسے حالات پیدا کرے جس سے احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں

محسوس کر لے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے تو پھر اس ملک کے آزاد شہری کی حیثیت سے اگر مسلمانان پاکستان مرزا محمود کی اس سازشی تقریر کے ردعمل کے طور پر ملک میں ایسے حالات پیدا کر دیں کہ مرزا محمود اپنے گھر سے نکل نہ سکیں اور چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان ہوائی جہاز سے اتریں تو انہیں ربوہ کے جلسہ میں پہنچنا مشکل ہو جائے اور ملک میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ مرزائی مجبور ہو کر اسلام کی آغوش میں آ گریں۔

تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی؟ مولانا نے حکومت سے پرزور مطالبہ کیا کہ وہ مرزا محمود کے ان سازشی اور خوفناک الفاظ کا گہری نظر سے مطالعہ کرے۔ حکومت کیوں سو رہی ہے؟ حکومت کا محکمہ پریس برانچ کہاں ہے؟ جس کے محاسبہ سے کسی اخبار کا نکل جانا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ وہ سیفٹی ایکٹ کہاں ہے؟ جو ملک کی سالمیت کے خلاف اٹھنے والی سازشوں کا قلع قمع کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

مولانا نے مرزا محمود کی ایک سابقہ تقریر سے موازنہ کرتے ہوئے حیرت کا اظہار کیا کہ ایک وہ دن تھا جب مرزا محمود اپنے مریدوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ مشن بے کار ہیں۔ تبلیغ رک رہی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ دوسرے ممالک میں اپنی لڑکیوں کی شادی کر دیں تاکہ اگر ملک میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ ہم یہاں نہ رہ سکیں تو وہاں اپنی لڑکیوں کے پاس جا کر پناہ لے سکیں۔

اور ایک وقت یہ ہے کہ مرزا محمود خود کہہ رہا ہے کہ ملک میں ہمیں ایسے حالات پیدا کر دینے چاہئیں کہ دشمن مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔ آخر ایسے حالات کس نے پیدا کرنے ہیں؟ کیا اس کی ذمہ داری مرزا محمود پر نہیں ہے۔ جس نے اپنے مریدوں کو یہ ڈانٹ پلائی ہے کہ جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں۔ ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے۔ پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فنانس ہے، اکاؤنٹس ہے۔ کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے۔ یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں بے تحاشا جاتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں۔ لیکن نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے۔ جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جائیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر جگہ ہماری آواز پہنچ سکے۔

(خطبہ مرزا محمود مندرجہ الفضل ۱۱رجنوری ۱۹۵۲ء)

مولانا کے اس حیرت انگیز انکشاف پر سامعین بے حد متاثر ہوئے اور حاضرین نے بیک زبان ہو کر حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت پاکستان مرزائیوں کے ان خوفناک عزائم کا فی الفور قلع قمع کرے اور مرزائیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ ایک غیر مسلم اقلیت قرار دے۔ نامہ نگار!

(روزنامہ آزاد لاہور مورخہ ۲۴رمارچ ۱۹۵۲ء)

7 ستمبر 1974ء ...... یوم فتح مبین!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۲۱؍مئی ۱۹۷۴ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے کچھ طلبہ پشاور کے ٹور پر جارہے تھے۔ جب چناب ایکسپریس ربوہ ریلوے اسٹیشن پر رکی تو طلبہ نے ختم نبوت زندہ باد...... مرزائیت مردہ باد...... تاجدار ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے۔ جس سے ربوہ کے ایوان لرزہ براندام ہوگئے۔ چنانچہ طلبہ کی واپسی کا پروگرام معلوم کیا گیا۔ تو پتہ چلا کہ اسی ٹرین کے ذریعہ وہ ۲۹؍مئی کو واپس ہوں گے۔ سرگودھا، شاہین آباد، ربوہ کے اسٹیشن ماسٹر قادیانی تھے۔ انہوں نے طلبہ کی بوگی کو نشان زد کردیا۔

خدام الاحمدیہ چناب نگر (ربوہ) کے کچھ نوجوان سرگودھا سے سوار ہوئے۔ کچھ شاہین آباد سے اور کچھ لالیاں سے۔ جب ٹرین چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر رکی تو قادیانی نوجوانوں نے ہاکیوں، لاٹھیوں، ہنٹروں اور سوٹیوں سے طلبہ پر حملہ کردیا اور انہیں مار مار کر ادھ موا کردیا۔ ٹرین میں تقریباً ڈیڑھ سو طلبہ تھے۔ کچھ راستے میں اپنے اپنے شہروں میں اتر گئے۔ سینکڑوں نوجوانوں نے ٹرین پر حملہ کیا۔ جس کی اطلاع مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کو دی گئی۔ مولانا نے ٹیلی فون کے ذریعے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی وسیاسی جماعتوں کے راہنماؤں، تعلیمی اداروں کے سربراہوں، کاروباری انجمنوں کے صدور اور سیکرٹریوں کو اطلاع دی۔ چنانچہ آناً فاناً پورا شہر بند ہوگیا اور شہر کے تمام راستے ریلوے اسٹیشن کی طرف جارہے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانان فیصل آباد ریلوے اسٹیشن پر جمع ہوگئے۔ جب ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رکی تو ہر طرف چیخ وپکار تھی۔ زخموں سے چور طلبہ کراہ رہے تھے۔ سرکاری وغیر سرکاری ہسپتالوں کے درجنوں ڈاکٹر ابتدائی طبی کے لئے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ جو طلبہ معمولی زخمی تھے ان کی مرہم پٹی کردی گئی اور زیادہ زخمی اور بیہوش تھے انہیں ٹرین سے اتار لیا گیا۔

مولانا تاج محمودؒ مقامی دینی قیادت کے معیت میں طلبہ کو تسلی دے رہے تھے کہ آپ کے ایک ایک قطرہ خون کا حساب لیا جائے گا۔ ٹرین روانہ ہوئی تو مولانا نے لاہور آغا شورش کاشمیریؒ، ملتان مولانا محمد شریف جالندھریؒ اور دوسرے شہروں میں جماعتی رفقاء اور مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام کو فون کے ذریعہ حالات سے آگاہ کیا۔

۲۹؍مئی سے ۷؍ستمبر تک کے سو دن اسلامیان پاکستان کے لئے سو سال کے برابر ہیں۔ سانحہ ربوہ کے بعد حالات نے نازک صورت اختیار کرلی۔ حکومت نے ۱۹۵۳ء کی طرح تحریک کو کچلنا چاہا۔ لیکن حضرت بنوریؒ کی بیدار مغز قیادت نے مظلوم بن کر حالات کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ ۳؍جون ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں علماء کرام اور تمام مسالک کے نمائندگان کا مشترکہ اجلاس طلب کیا گیا۔ جسے ناکام بنانے کے لئے تین اہم مندوبین (مولانا تاج محمودؒ، مفتی زین العابدینؒ، حکیم عبدالرحیم اشرفؒ) کو راستہ میں روک لیا گیا۔

۹؍جون کو حضرت بنوریؒ کی دعوت پر تمام مکاتب فکر کی بیس جماعتوں کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں مجلس عمل بنائی گئی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک نے صدارت کے لئے حضرت مولانا سید محمد یوسف

بنوریؒ (جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر تھے) کا نام لیا۔ جسے تمام مکاتب فکر نے متفقہ طور پر قبول کرلیا۔ اگرچہ یہ انتخاب عارضی تھا۔ اس اجلاس نے ۱۴؍جون ۱۹۷۴ء کو مرزائی جارحیت کے خلاف ہڑتال کا اعلان کر دیا۔

۱۳؍جون وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے ۹۰ منٹ کی طویل تقریر کی۔ جس میں مرزائی مسئلہ سے متعلق ایک لفظ تک نہ کہا۔ وزیراعظم اس میں اپنی صفائی دیتے رہے۔ اس دوران وزیراعظم نے مجلس عمل کے عمائدین سے فرداً فرداً ملاقات کی۔ حضرت بنوریؒ نے بڑی جرأت مندی کے ساتھ اپنا مؤقف دوٹوک الفاظ میں بیان کیا۔

۱۴؍جون کو ملک بھر میں بے نظیر ہڑتال ہوئی۔ ۱۴؍جون کو فیصل آباد میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ جس میں حضرت بنوریؒ کو مستقل صدارت کے لئے مجبور کر دیا گیا۔ جسے آپ نے اپنے ضعف وعوارض کے باوجود قبول فرمالیا۔ چنانچہ حضرت بنوریؒ صدر اور بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم علامہ محمود احمد رضوی کو جنرل سیکرٹری منتخب کرلیا گیا۔

حضرت بنوریؒ کی قیادت میں مولانا مفتی محمودؒ، علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ محمود احمد رضوی، حافظ عبدالقادر روپڑی، آغا شورش کشمیری، سید مظفر علی شمسی، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے کراچی سے پشاور تک شب وروز دورے کئے اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ:

۱...... قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔
۲...... قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔
۳...... ربوہ کو کھلا شہر قرار دیا جائے۔

اور عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ یکم؍جولائی کو وزیراعظم نے قومی اسمبلی کا اجلاس طلب کرلیا اور قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اسے قادیانی مقدمہ سننے کا اختیار دے دیا گیا اور یہ بھی طے ہوا کہ کمیٹی کے لئے چالیس ارکان کا کورم ہوگا۔ جس میں تیس ارکان حزب اقتدار اور دس ارکان حزب اختلاف سے اس کمیٹی کے سامنے دو قراردادیں پیش کی گئیں۔ ایک حزب اقتدار کی طرف سے اور دوسری حزب اختلاف کی طرف سے۔

۳۱؍جولائی کو وزیراعظم نے مستونگ بلوچستان میں اعلان کیا کہ عنقریب فیصلہ کی تاریخ کا اعلان کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی تاریخ کا اعلان ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے ملت اسلامیہ کا موقف (جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شائع کیا) نامی کتاب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے حرفاً حرفاً پڑھی۔ قادیانی اور لاہوری گروپوں نے اپنے اپنے موقف سے متعلق کتابچے تقسیم کئے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن تک ۴۲؍گھنٹے اور لاہوری گروپ کے صدر الدین پر سات گھنٹے جرح ہوئی۔

پاکستان قومی اسمبلی کا تاریخ ساز فیصلہ

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے پارلیمانی راہنماؤں نے ذیل کا خط سپیکر قومی اسمبلی کو لکھا۔

جناب اسپیکر قومی اسمبلی پاکستان!

ہرگاہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ جھوٹ پر مبنی اس کا دعویٰ نبوت قرآن کریم کی بے شمار آیات کو (نعوذ باللہ) جھوٹا ثابت کرنے

کی کوشش اور ترک جہاد کی تلقین، اسلام کے اہم اور بنیادی ارکان سے اس کی کھلی غداری کے مترادف ہے اور یہ کہ مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنے اور اسلام کو ایک جھوٹا مذہب ثابت کرنے کی غرض سے استعمار کی تخلیق تھا اور یہ کہ تمام امت مسلمہ کا اس امر میں اتفاق ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے پیروکار خواہ اس کی نبوت پر ایمان رکھتے ہوں یا اسے کسی بھی شکل میں مصلح یا مذہبی راہنما مانتے ہوں۔ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ لہٰذا یہ اسمبلی یہ اعلان کرتی ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کے پیروکار (خواہ وہ کوئی سا نام بھی رکھتے ہوں) مسلمان نہیں اور یہ کہ نیشنل اسمبلی میں سرکاری طور پر ایک بل پیش کیا جائے۔ جس سے آئین میں مناسب ترمیم ہو اور انہیں اس ترمیم کی رو سے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بطور غیرمسلم اپنے حقوق ومفادات کا تحفظ ہو۔

دستخط کنندگان

مولانا مفتی محمود، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا شاہ احمد نورانی، پروفیسر غفور احمد، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، چوہدری ظہور الٰہی، سردار شیر باز خان مزاری، مولانا ظفر احمد نصاری، مسٹر عبدالحمید جتوئی، صاحبزادہ احمد رضا خان قصوری، مسٹر محمود اعظم فاروقی، مولانا صدرالشہید، مولانا نعمت اللہ خان، مسٹر عمرا خان، مخدوم نور محمد ہاشمی، مسٹر غلام فاروق، مسٹر مولابخش سومرو، سردار شوکت حیات خان، مسٹر علی احمد تالپور، راؤ خورشید علی خان، رئیس عطاء محمد خان۔

مندرجہ بالا تحریک کی بنیادوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے افہام وتفہیم کی مختلف وادیاں طے کرنے کے بعد مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ وزیر قانون نے اعلان کیا کہ قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفاشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لئے بھیجی جائیں۔ کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش کردہ قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور کی شہادتوں پر اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

الف...... پاکستان کے آئین میں حسب ذیل ترمیم کی جائے۔

اوّل...... دفعہ نمبر۱۰۶(۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

دوم...... دفعہ نمبر۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیرمسلم کی تعریف کی جائے۔

مذکورہ بالا شفارشات کے نفاذ کے لئے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

ب...... مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح...... کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ نمبر۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق (حضرت) محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل، یا تبلیغ کرے وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

ج...... کہ متعلقہ قوانین مثلاً قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قوائد ۱۹۷۴ء میں نتیجہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

ر...... پاکستان کے تمام شہریوں، خواہ وہ کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں، کے جان ومال، عزت، آزادی اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا اوران شفارشات کی اساس (بنیاد) پرذیل کا بل پیش ہوا۔

ہرگاہ یہ قرین مصلحت ہے کہ بعد ازیں درج اغراض کے لئے اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے آئین میں مزید ترمیم کی جائے۔لہٰذا بذریعہ ہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

۱...... مختصر عنوان اور آغاز نفاذ۔یہ ایکٹ آئین ترمیم دوم ایکٹ ۱۹۷۴ء کہلائے گا۔یہ کہ فی الفور نافذ ہوگا۔

۲...... آئین کی دفعہ نمبر۱۶ میں ترمیم۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں جسے بعد میں آئین کہا جائے گا دفعہ نمبر۱۰۶ کی شق (۳) میں لفظ فرقوں کے ہر الفاظ اور قوسین اور قادیانی جماعت یا لاہوری جماعت کے اشخاص (واپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) درج کئے جائیں گے۔

۳...... آئین کے دفعہ نمبر۲۶۰ میں ترمیم۔آئین کے دفعہ نمبر۲۶۰ میں شق (۲) کے بعد حسب ذیل نئی شق درج کی جائے گی۔یعنی (۳) جو شخص حضرت محمد ﷺ جو آخری نبی ہیں کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے وہ آئین وقانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں۔

یہاں اغراض ووجوہ۔جیسا کہ تمام ایوان کی خصوصی کمیٹی کی شفارش کے مطابق قومی اسمبلی میں طے پایا ہے۔بل کا مقصد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اس طرح ترمیم کرنا ہے تاکہ ہر وہ شخص جو (حضرت) محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر قطعی اور غیر مشروط پر ایمان نہیں رکھتا۔یا جو (حضرت) محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی نبوت کو نبی تا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے اسے غیر مسلم قرار دیا جائے۔الحمدللّٰہ علیٰ ذالك!

مولانا خورشید احمد گنگوہی کا سانحہ ارتحال

مولانا خورشید احمد علم وقلم انسان تھے۔تحریک خلافت کے نام تحریک کے بانی تھے۔ایک ماہنامہ لاہور سے نکالتے تھے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔

ماسٹر محمد اسماعیل کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل ٹمل کے امیر ماسٹر محمد اسماعیل کی والدہ ماجدہ انتقال کرگئیں۔اللہ رب العزت مرحومہ کے درجات کو بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین!

مولانا عبداللطیف کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے ناظم مولانا عبداللطیف اشرفی کے ماموں خانیوال میں مختصر علالت کے بعد انتقال فرماگئے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔آمین!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

ٹیکسلا میں تین روزہ ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد خاتم النبیین میں ۳۰؍جون، یکم، دو جولائی کو تین روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا۔ جس کی نگرانی مولانا عبدالغفور خلیفہ مجاز حضرت الامیر دامت برکاتہم نے اور اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد زکریا نے سرانجام دیئے۔ کورس میں ۲۵۰ حضرات نے شرکت کی۔ تدریس کے فرائض عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے سرانجام دیئے۔ مندرجہ ذیل عنوانات پر نوٹس تیار کرائے گئے۔ مسئلہ ختم نبوت اہمیت وفضیلت، وقادیانی شبہات کے جوابات، حیات مسیح علیہ السلام اوراس پر قادیانی مستدلات کے جوابات، مرزا قادیانی کا کردار وکریکٹر، خصوصیات انبیاء کرام۔ اہل علاقہ، مساجد کے آئمہ وخطباء، دینی درد رکھنے والے حضرات نے جوش وخروش کے ساتھ شرکت کی۔ کورس کے محرک حضرت مفتی شبیر احمد تھے۔ ۲؍جولائی کو ختم نبوت کانفرنس سے مفتی شبیر احمد، قاری شبیر احمد عثمانی فیصل آباد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ سندات مولانا عبدالغفور، قاری شبیر احمد، مولانا شجاع آبادی، مفتی شبیر احمد ٹیکسلا نے تقسیم کیں۔ جملہ انتظامات قاری محمد زکریا، قاری عبدالہادی اوران کے رفقاء نے انجام دیئے۔

چونڈہ سیالکوٹ میں ردقادیانیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام جامع مسجد شاہ فیصل میں ۳۰؍جولائی بعد نماز مغرب ردقادیانیت کورس منعقد ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔ کورس میں سینکڑوں علمائے کرام، طلباء، تاجر اورمختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ مہمان خصوصی ڈویژنل مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر تھے۔ جبکہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر بیان کیا۔ مولانا نے قرآن وحدیث اوراجماع امت سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب دوبارہ بنفس نفیس تشریف لاکر رحمت عالم ﷺ کے خلیفہ کی حیثیت سے دین اسلام اور شریعت محمدیہ کا بول بالا کریں گے۔ ۴۵؍سال تک زندہ رہیں گے۔ اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے اور رحمت عالم ﷺ کے روضہ اطہر میں دفن ہوں گے۔ لیکچرز کے بعد سوال وجواب کی نشست منعقد ہوئی۔ مولانا شجاع آبادی نے لوگوں کے سوالوں کے جوابات دیئے۔

بھڑی شاہ رحمٰن گوجرانوالہ میں جلسہ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ کے زیراہتمام جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں ختم نبوت کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی

صدارت مقامی امیر حاجی احسان الحق نے کی۔ جلسہ سے قاری ملازم حسین، قاری عمر حیات لاہور، مولانا محمد عارف مبلغ گوجرانوالہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے قادیانیوں کے عقائد وعزائم، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ علمائے کرام نے قادیانیوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر آئندہ بھڑی شاہ رحمٰن میں قادیانیوں نے کسی مسلمان بچی پر ہاتھ ڈالا تو ملک بھر میں قادیانیوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ واضح رہے کہ چند روز قبل قادیانی اوباشوں نے ایک مسلمان خاتون کے گھر میں داخل ہوکر مارا، پیٹا اور چادر وچاردیواری کا تقدس پامال کیا۔ آخر میں مقامی یونٹ کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ سرپرست: خطیب جامع مسجد صدیق اکبرؓ۔ امیر: حاجی احسان الحق۔ ناظم اعلیٰ: مولانا صلاح الدین۔ ناظم: مولانا محمد نور رحیم اور باقی عہدہ داروں کا چناؤ کیا گیا۔

حافظ آباد میں مولانا شجاع آبادی کا خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۳۱؍جولائی کے جمعہ کا خطبہ جامع مسجد قدیم میں دیا۔ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد الطاف مدظلہ، علامہ سعید احمد، ماسٹر رشید اختر، حافظ عبدالوہاب، سمیت معززین شہر نے مولانا شجاع آبادی کی تشریف کا خیر مقدم کیا۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم کی خدمت میں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے مختلف اوقات میں حضرت الامیر دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری دی اور جماعتی کارکردگی سے آگاہ کیا۔ مختلف معاملات میں مشاورت کی اور حضرت والا سے دعائیں لیں۔

قبول اسلام

غازی ہیبت خان ولد فیروز خان قوم گجر سکنہ مکان نمبر ۱۵۶ گلی نمبر ۶ غازی ٹاؤن چناب نگر ضلع چنیوٹ حال ساکن فتح پور روڈ نزد مدرسہ تحفیظ القرآن علی پور نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علی پور کے سابق امیر قاری منیر احمد نعمانی کے دست حق پرست پر مولانا اجود حقانی، مولانا عبدالرحیم، مفتی محمد عارف کی موجودگی میں اسلام قبول کرتے ہوئے کہا کہ میں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت میں کذاب، دجال، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ میرے والدین، بہن بھائی قادیانی عقائد سے تعلق رکھتے ہیں انہیں بھی دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ آئندہ کے لئے میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ مذکور نے بتلایا کہ میں نے قادیانیوں کے جامعہ احمدیہ چناب نگر سے چار سالہ قادیانیت کورس کیا ہوا ہے۔ اس نے علمائے کرام سے استدعا کی کہ اس کے استقامت علی الدین کی دعا کی جائے۔ نیز یہ کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چناب نگر میں منعقد ہونے والے سالانہ رد قادیانیت کورس میں بھی شریک ہونا چاہتا ہے۔ تاکہ قادیانیوں کے شکوک وشبہات اور دجل وفریب کو کماحقہ سمجھ سکے۔

دوقومی نظریے کا علمبردار ✲ آسمانی تعلیمات کا ترجمان ✲ اتحاد امت کا داعی

مذاہب عالم میں اسلام کا ترجمان

اپنی نوعیت کا منفرد اور واحد مجلہ

ماہنامہ لاہور

مکالمہ بین المذاہب

زیر ادارت

مبلغ اسلام مولانا عبدالرؤف فاروقی

عصری نظریات کا مطالعہ کئے بغیر اپنے مذہب کی صداقت کا چہرہ کبھی واضح نہیں ہوتا

قلم کی تلوار سے اسلام کا دفاع بھی اور کفر پر یلغار بھی

- مذاہب عالم کا تعارف
- مسیحیت، یہودیت اور ہندومت کا ...
- اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات اور شبہات کا جواب
- مسلمانوں کی وحدت کو نقصان پہنچانے والی تحریکوں کا تجزیہ
- اسلام دشمن تنظیموں اور اداروں کی سرگرمیوں کا جائزہ
- منفرد اسلوب اور شائستہ انداز تحریر کے ساتھ صحافت کی دنیا میں قابل قدر اضافہ

علمی تحریریں ○ دلچسپ تبصرے ○ جان دار موضوعات ○ عقائد اسلام کی تبلیغ ○ مسائل کی تعلیم ○ تاریخی واقعات ○ محسن شخصیات

اور وہ...... جو ایک نظریاتی مسلمان کی آرزو ہے

علماء و خطباء سے علم دوست اور عام مسلمانوں تک ہر فرد ہر گھر ہر تعلیمی ادارے اور ہر لائبریری کی ضرورت

☆ خریدار بنیں...... دوسروں کو خریدار بنائیں...... اور اس علمی تحریک کا حصہ بنیں

☆ ضلع کی سطح پر نمائندگی کے خواہشمند رجوع کریں۔ مشنری جذبہ سے سرشار قلمکار حضرات کو ترجیح دی جائے گی

رابطہ اور خط و کتابت

مرکز تحقیق اسلامی (جامعہ اسلامیہ ٹرسٹ)

جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور

0300-4731347

زرتعاون

فی شمارہ 20 روپے

سالانہ دوسو چالیس (240) روپے

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجیے

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ کے ارشادات کی روشنی اور شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی امارت اور قیادت میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کئے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس...... ملتان میں علماء کے لیے سالانہ سہ ماہی رد قادیانیت کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 36...... مبلغین 30...... تبلیغی مراکز اور دفاتر 8...... شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ پرائمری...... ماہنامہ لولاک ملتان..... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... احتساب قادیانیت 28 جلدیں...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

اپیل کنندگان

مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب مدظلہ العالی دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا **عزیز الرحمن** صاحب جالندھری مدظلہ العالی
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبرز										
اسلام آباد 2829186	راولپنڈی 5551675	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 4215663	لاہور 5862404	سرگودھا 3710474	چناب نگر 6212611	جھنگ 0307-3780833	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
بہاولپور 0300-6851586	ملتان 4514122	رحیم یار خان 0301-7659790	سکھر 5625463	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0334-6035517	حیدرآباد 3869948	شیخوپورہ 0321-498184	کوئٹہ 2841995	گجرات 0300-8032577	کراچی 2780337

قیمت فی شمارہ -/10 روپے

قیمت سالانہ -/100 روپے